

پیش لفظ

یہ کتاب جس کا نام اہلبیت اور ازواج نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہے
 ایسی چند آیات قرآنی اور حدیث و احادیث نبوی پر مشتمل ہے جو جامع
 الفضائل ہیں اور سات دن کی سنی سنائی اُپر ہم پڑھائی میں مگر ذکر و
 بیان کی حیثیت سے بظاہر کتاب کے اس نام میں مذہب کشش نہیں ہے
 یہ خاص توجہ کی طالب ہے جس کا احساس اس کے بغور مطالعہ سے
 ہو گا ہم نے ان احادیث و آیات کے اس منظر کی وضاحت کرنے اور ان
 حقائق و رموز کے تلاش کرنے کی کوشش کی ہے جو خدا و رسول کے اس مختصر
 مگر وسیع المعنی کلام میں مضمر ہیں۔ انشاء اللہ آپ اس کو پڑھ کر محفوظ ہوئے
 اور اہلبیت سے عقیدت و محبت کے تاریخی ثواب سے بھی آگاہ ہوئے جس
 سے معلوم ہو گا کہ اہلبیت اسلام کا وہ انمول سرمایہ ہیں جن کو تمام علماء و مسلم
 بلا تفریق و مذہب و ملت کس عزت و احترام کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور ان کی
 محبت کو گنتا اہم سمجھتے ہیں اسی لئے اس کتاب کے تمام مواد کا ماخذ علماء
 اہلسنت کے اقوال اور روایات پر مبنی ہے اس میں نہ کسی پر تنقید ہے نہ
 تنقیص و ضربان سیر سچا اللہ ان کے ممکنہ مثبت پسو تلاش کرنے کی ضرورت کوشش کی
 گئی ہے جن سے ان کے الفاظ کا دامن بوجھل ہے۔

محضر نو کا لوف

درود کیوں اور کس طرح

اِنَّ اللّٰهَ رَحِيْمٌ لَّكَ ؕ اِيْمَنُوْنَ عَلٰى النَّبِيِّ يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ
اٰمَنُوا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيْمًا

اللہ اور اس کے ملائکہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنے میں
اے ایمان والو تم کی نبی پر درود مع دعائے سلامتی بھیجو۔

یہ آیت درود انبی شہور و معروف ہے کہ اس سے ہر مسلمان
دافع ہے اور اس کے ثواب سے بھی اگرچہ اتنا نہیں جتنا بتایا گیا
ہے اس سے قبل کہ اس آیت قرآنی کی کچھ وضاحت کی جائے تاکہ
بے عمل نہیں کہ اس کیلئے اتنی تاکید اور اس قدر اجر جزا اور اس
پر تہذیب کہ خود مہود حقیقی ان گنت ملائکہ کے ساتھ اس عمل خیر میں ملوث
ہے اس کے ثواب کا اندازہ انسانی طاقت سے باہر ہے خالق کا انسا
اس میں خود شرکاء ہوا کہ مومنین سے بھی اپنی مہدائی کا طالب ہے جو اس
کے مفاد میں ہے اس طرح عمل سے درود کی اہمیت بھی عقل و فہم سے
باہر ہے۔ خدا و ملائکہ فاعل عمل اس کے مدد میں مثال عمل خیر ہوئے اور
مقابل تقویٰ و صبر کی ضمانت ہے۔ خدا کی اس کیلئے اتنی تاکید
و بھی ملائکہ کی شرکت کے انکار کے ساتھ جہاں اجر جزا کا وعدہ

ہے وہاں یہ عمل مومنین کے ایمان کی کسوٹی بھی ہے وہ اس طرح کہ اس
 عمل خیر میں شرکت کی دعوت مومنین کو دی گئی ہے نہ عالم انانوں کو
 نہ عام مسلمانوں کو اس لئے کہ ایمان عقیدہ و اقرار و عمل کا نام ہے
 جو مومن کی پہچان ہے اور اسی کے عمل خیر کے اجر و صلہ کی خدا نے
 ضمانت دی ہے۔ اس عمل درود میں خداوند عالم نے مومنین کے لئے
 سلسلہ التسلیم کے اضافہ کی ہدایت کی ہے یعنی مومنین کو چاہئے کہ وہ
 محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تمام تر سلامتی کی دعا بھی کریں تاکہ قیام
 قیامت پر سلسلہ فیضانِ رحمت الہی قائم رہے کیونکہ یہی مقدس درود
 ستودہ صفات مرکزِ رحمت الہی ہیں۔ اس کی رحمتیں اور برکتیں ان ہی
 کی معرفت لوگوں پر تقسیم ہوتی ہیں جس طرح احکام قرآن ان کے توسط
 سے۔ گویا درود ایک درخواست مومن ہے بارگاہِ خدا میں اپنے
 لئے اضافہ رحمت کی جس پر محمد و آل محمد کی تصدیق ضروری ہے یعنی
 اس درخواست کو کبھی رد نہ کیا جائے گا جس پر محمد و آل محمد کی مہر لگی
 ہوئی ہوگی خدایہ درود و درود اس میں ملائکہ کی شرکت کے
 بیان کے ساتھ مومنین کو اس کی ہدایت سے ظاہر ہے کہ دربارِ خدا
 میں وہی دعا قبول ہوگی جو توسط محمد و آل محمد ہوگی۔ اس درود کو
 جہاں مومنین کیلئے اضافہ ثواب و نزول رحمت کا ذریعہ قرار دیا ہے
 وہاں محمد و آل محمد کی عظمت و منزلت کا بیان بھی مقصود ہے اس عمل

درد میں خداوند عالم کی رحمت و مہر و شفقت ان کے ایسے فضائل کی حامل
 ہے جو کہ غائبی یا رسولی کو نصیب نہیں یا ان میں سے کسی کی اولاد کو خواہ وہ
 غیبی یا شریہوں یا کلیم اللہ یا روح اللہ یا سلسلہ درد محمدی کا وہ
 فیض جا رہا ہے جو تالیفات کمال ان کی جاری و ساری زہے گا چنانچہ
 درد کے ثواب کے بارے میں پیر اسلام فرماتے ہیں کہ خداوند عالم
 نے دو فرشتے مقرر کئے ہیں کہ جس جگہ پر میرا نام لیں اور مجھ پر درد
 بھیجی تو ان میں سے ایک کہتا ہے کچھ خدا بخشے دوسرا فرشتہ آمین
 کہتا ہے اور اگر مجھ پر درد نہ بھیجیں تو ایک فرشتہ کہتا ہے خدا کچھ نہ بخشے
 تو دوسرا فرشتہ کہتا ہے آمین۔

ایک مرتبہ امام رضا علیہ السلام مجلس ماموں رشید میں تشریف فرما
 تھے آپ نے فرمایا سب دشمن خدا دنی جاننے ہیں کہ جب آپ صلوٰۃ پڑھیں
 ہوئی اور اس کا طریقہ اور ثواب بتایا تو آپ نے پوچھا ایمان اس
 کیا تم کو اس میں اختلاف ہے سب نے کہا نہیں بلکہ اس پر اجماع
 امت ہے اور مامون نے بھی کہا کہ اس میں کوئی اختلاف نہیں پھر آپ
 نے کہا کہ قرآن میں آل محمد کے بارے میں اس سے واضح کوئی دلیل
 ہے فرمایا بیشک نہیں اور خدا کا یہ قول پیش کیا یسین والقرآن
 الحکیم اقلک لمن المرسلین علی صراط مستقیم اور پوچھا
 یسین سے کون مراد ہیں تو علماء دربار نے کہا کہ یسین سے مراد محمد

میں اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اور اس میں کسی کو کوئی شک نہیں تو آپ نے فرمایا کہ خداوند عالم نے محمد وآل محمد کو اسی فضیلت عطا کی ہے جو کسی اور کو نصیب نہیں اور وہ یہ ہے کہ سوائے انبیاء کسی اور پر خدا نے سلام نہیں بھیجا ہے جیسا کہ سلام علی نوح فی العالمین سلام علی ابراہیم سلام علی موسیٰ و ہارون مگر سلام علی آل نوح و سلام علی آل ابراہیم و سلام علی آل موسیٰ و ہارون نہیں لیکن سلام علی یسین یعنی آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔

امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں جس وقت آل محمد کا ذکر کرو یا دوسرے سے سنو جیسے اذان وغیرہ میں تو لازم ہے کہ نبی آل نبی پر درود بھیجو چنانچہ خداوند عالم نے جب حضرت موسیٰ علیہ السلام سے راز کیا تھا کہ میں اور حضرت محمد مصطفیٰ کا ذکر آیا تو فرمایا اے عمران کہ بیٹے تو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیج میں اور ملائکہ ان پر درود بھیجتے ہیں۔

رسول خدا نے فرمایا ہے جو مجھ پر رات دن میں کسی وقت درود بھیجتا ہے میری شفاعت اس کیلئے واجب ہو جاتی ہے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جب بھی نام پیغمبر آئے عجب درود بھیجو اس لئے کہ جو کبھی آپ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے تو خداوند عالم صرف ملائکہ میں آپ پر ہزار مرتبہ درود بھیجتا ہے بلکہ خدا کی بات

تمام کائنات درود بھیجتی ہے جو ایسا بڑے بڑے فرزند اور جاہل ہے اور
خدا اور ملائکہ اور اہلبیت رسول اس سے بیزار ہیں۔ خداوند عالم ہر اس
دعا کو جس کی ابتدا بھی درود سے ہو اور انتہا بھی اسے قبول کرتا ہے۔
رسول خدا نے فرمایا ہے کہ بلند آواز سے درود بھیجو یہ لفافہ کو دور
کرتی ہے اور پھر درود سے زیادہ کوئی شے بھی میزان الہی میں وزن نہیں
میں ہیں لوگوں کے اعمال تو بے جا بیگ اور آپ نے یہ بھی فرمایا کہ جو شخص
میرے ذکر پر درود بھیجے داخل دوزخ کر دیا جائے گا اور رحمت خدا
سے محروم۔

ردھن العلماء میں لکھا ہے کہ جو شخص پیغمبر پر درود بھیجے تو
خدا ایک فرشتہ کو حکم دیتا ہے کہ اسے قبر پیغمبر پر پہنچا دے اور وہ اسے قبر
پیغمبر پر پہنچا دیتا ہے اور کہتا ہے کہ اے نبی اللہ تمہاری امت میں سے
فلاں شخص نے تم پر درود بھیجا ہے تو آپ بہت خوش ہوتے ہیں اور فرشتے
میں کر کے فرشتے میری طرف سے اسے دس درود میں پہنچا دے۔ دس
فرشتے جب قبر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے واپس ہوتا ہے تو خداوند عالم
سب کچھ جانتے ہوئے بھی اس فرشتے سے معلوم کرتا ہے کہ تو کہاں سے
آ رہا ہے اور کہاں جا رہا ہے وہ کہتا ہے اے خداوند عالم میں نے
ایک بندے کی درود دیکھ کر قبر نبی پر گیا تھا میرے نبی نے مجھے حکم دیا تھا کہ
اسے دس گنا کر کے میری طرف سے اسے پہنچا دے اور اس سے کہہ کہ

اگر تو مجھ پر ایک مرتبہ درد بھیجتا ہے تب بھی میرے پاس جنت میں جا
اور اگر تو نے مجھ پر دس مرتبہ درد بھیجی تو اس کے اجر و ثواب کی حد
نہیں۔ پس کر خدا فرماتا ہے کہ اے میری طرف سے بھی شرف و رحمت
سنا دے اور کہہ دے کہ تیری ایک مرتبہ کی درد دہی سے مجھے داخل
جنت کرتا اور تو نے جب دس مرتبہ درد بھیجی تو عذاب کا سوال
ہی نہیں پیدا ہوتا۔

واحضیٰ ابن زید بیان کرتا ہے کہ میں نے حج بیت اللہ کا
ارادہ کیا تو ایک شخص میرے ساتھ رفیق سفر تھا وہ اگلے چھٹے سوچے
جا گئے رسول اللہ پر درد بھیجتا تھا یہ دیکھ کر میں نے اس سے کہا،
اے شیخ! اس کے علاوہ تو اور کوئی وظیفہ نہیں جانتا ہر وقت تو پیغمبر
اسلام پر درد بھیجتا رہتا ہے تو اس نے کہا درد کے علاوہ کبھی
میں وظیفہ جانتا ہوں لیکن میں نے درد پڑھنے سے ایک عجیب
بات دیکھی ہے اس وجہ سے میں نے تمام وظائف چھوڑ دیے اور
ہر وقت درد پڑھنے لگا۔ یہ سن کر میں نے اس سے کہا وہ بات
مجھے کبھی سناؤ تو اس نے کہا کہ سفر حجاز میں میں اپنے باپ کے ساتھ
تھا۔ ایک رات کو میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص آواز
دیتا ہے کہ اے بندہ خدا اٹھ تیرا باپ مر گیا ہے اور اس کا چہرہ
سیاہ ہو گیا ہے۔ میں یہ سن کر اٹھا اور چراغ روشن کیا اس کے منہ کو

دیکھا تو حبیب اس شخص نے کہا تھا اے مردہ اور مردہ بایا۔ یہ کھ کر
 میں بہت رو دیا اور کہا یہ بہت بڑی رسوائی ہوئی۔ اس وقت تو آتی
 کو میں کیسے چھپاؤ لگا جب صبح کو آدمی اس کے غسل کو آئیں گے پس
 میں نے ایک چادر اس کے منہ پر ڈالی اور اس کے منہ کو چھپا دیا
 اور میں پھر سو گیا۔ پھر خواب میں دیکھا چار آدمی آئے جو بہت سخت
 مزاج اور بد صورت تھے وہ میرے باپ کے قریب گئے اور اس پر
 عذاب کرنے لگے اور ارادہ کیا کہ اسے آگ کے مچھوڑے سے عذاب
 دیں ناگاہ ایک شخص حسین و جمیل عمدہ لباس پہنے آیا جو سبز رنگ کا
 تھا اس کے چہرہ کے نور سے سب گھر منور ہو گیا اور اس کے بدن کی
 خوشبو سے دیوار در در مسح ہو گئے۔ وہ مرد بزرگ میرے باپ کے
 سر پر ہاتھ پٹھا اور اس کے منہ سے کپڑا ہٹایا اور اپنا دست
 مبارک اس کے چہرہ پر پھیرا۔ اسی وقت میرے باپ کا چہرہ منور
 ہو کر چاند کی طرح چمکنے لگا۔ پھر میرے باپ سے کہا غم مت کر کسی
 شے سے ڈر ہم اپنے دوستوں کو ضائع نہیں کرنے۔ جب یہ کہہ کر اس نے
 جانے کا ارادہ کیا تو میں اس کے دامن سے لپٹ گیا اور اس کے کندھوں
 پر گر پڑا اور عرض کیا اے ان شخصوں کو در کرنے والے شخص میں ہمتا ہے
 اسم مبارک سے دافعت نہ ہوا تو فرمایا میں خاتم الانبیاء محمد بن عبد اللہ
 ہوں تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے باپ کا منہ کس وجہ سے

سیاہ ہو گیا تھا فرمایا تیرا باپ علماء دین سے روگردانی کرتا تھا اور ان کو
 ذلت کی نگاہ سے دیکھتا تھا جب بھی وہ اسے حق کی بات بتانے لگے تو ان
 سے ناراض ہوتا اور جھگڑا کرتا اور نیک لوگوں سے بدسلوکی کرنے اور
 ان سے دشمنی دھند کرنے کی وجہ سے اس کا مسہ سیاہ ہو گیا تھا۔ چنانچہ
 عرض کیا یا رسول اللہ! کبھی آپ نے اس پر رحم دکریم کر اور اسے
 عذابِ نجات لایا تو فرمایا: یہ باب ہمیشہ مجھ پر درد دھجتا تھا یہی سبب
 اسکی نجات کا بنا۔ جب مجھے اس کے اس حال کی خبر ہوئی تو میں آیا
 اور اس کی یہ رسوائی دور کی اور روز قیامت بھی اس کی شفاعت
 کر دنگاہ کہتا ہے کہ میں نے جب درد دگی یہ عظمت دیکھی تو سب
 دظالغ چھوڑ دیئے اور درد میں مصروف ہو گیا۔

عبد البر عبد اللہ بن مسعود سے روایت بیان کرتے ہیں کہ جس نے
 رسول اللہ اور ان کی آل پر درد نہ کھجی اس کی نماز صحیح نہیں
 علامہ شعبی بیان کرتے ہیں کہ جس نے تشہد میں رسول اللہ اور
 ان کی آل پر درد نہ کھجی اسے چاہئے کہ دوبارہ نماز پڑھے۔

حاتظ ابن حجر کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا
 کہ نماز قرأت تشہد اور محمد و آل محمد پر درد دیکھیے بغیر صحیح نہیں۔
 امام شافعی فرماتے ہیں کہ اے الہیت رسول اللہ تمہاری محبت
 کو خدا نے واجب کیا ہے اور قرآن اس کے لئے نازل کیا ہے۔

تمہاری فضیلت کیلئے یہی بات کافی ہے تم پر جو کوئی درود بھیجے اس کی
نماز میں ہوتی۔

امام بخاری سے عبد الرحمن بن ابی ہشام سے روایت بیان کی ہے کہ
میرے کعب سے ملاقات ہوئی تو میں نے اس سے کہا اگر آپ نے رسول
تم کو ایک لمحہ درود جو مجھے رسول اللہ سے ملا ہے تو انھوں نے کہا
نہ درود تو میں نے تمہارا میں نے رسول اللہ کو کہتے سنا ہے اگر میں
محدث کموں تو میرے کان بہرے ہو جائیں ہر نے آپ سے معلوم
کیا کہ اہلبیت پر ہم کیسے درود بھیجیں تو آپ نے فرمایا اللہم صل علی
محمد وآل محمد کما صلیت علی ابراہیم وآل ابراہیم وبارک
علی محمد وآل محمد کما بارکت علی ابراہیم وآل ابراہیم
انک حمید مجید۔ اس طرح علامہ بخاری نے بھی نقل کیا
ہے۔

علامہ جلال الدین خاں نے رسول اللہ سے اس طرح روایت
بیان کی ہے کہ جب لوگوں نے آپ سے معلوم کیا کہ آپ پر کیسے درود
بھیجیں فرمایا اس طرح اللہم صل علی محمد وآل محمد۔

حافظ جمال الدین بیاضی مع المودۃ میں ابو طہیل و جابر بن حبان
سے روایت بیان کرتے ہیں کہ بعد وفات حضرت علی جب امام حسن و
علیہما السلام نے خطبہ پڑھا تو لوگوں نے ان سے معلوم کیا کہ درود

کہے صحیح تو آپ نے فرمایا اللہم صل علی محمد و آل محمد
 صاحب کتاب کہتے ہیں کہ ہر مسلمان کا فرض ہے کہ اس وقت
 درود بھیجے اپنی ستاؤں میں واجب سمجھ کر اور اس میں کسی اضافہ کو
 واجب سمجھ کر لازم قرار دینا اور اس کو درود کا جزو لائیفک سمجھ کر
 پڑھنا خداداد رسول کے ہشام کے خلاف ہے البتہ سب سمجھ کر برائے
 اضافہ ثواب پڑھا جاسکتا ہے نہ کہ جزو درود سمجھ کر تمام روائیوں
 میں خواہ الفاظ درود کچھ بھی ہوں اور کوئی بھی رادی درود ہو،
 اس میں محمد کے ساتھ لفظ آل ضرور ہے گو آیت درود میں لفظ
 آل نہیں ہے مگر پیلا سلام نے درود میں لفظ آل لازمی قرار دیا ہے
 اور بلا اختلاف تمام مسلمانوں نے اسے تسلیم کیا ہے اور بغیر لفظ آل
 کے ذکر درود کو نامکمل سمجھتے ہیں چنانچہ جس نماز میں ذکر آل شامل
 درود نہ ہو وہ باطل ہے۔ اس میں قابل غور یہ امر ہے کہ جب درود
 میں ذکر آل محمد اتنا ضروری ہے تو خدا نے اسے کیوں بیان نہ کیا
 اسے نبی پر چھوڑ دیا اس میں کیا راز الہی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس
 طرز عمل سے جذبہ اطاعت مومنین اور اعتماد تصدیق رسالت کو پرکھنا
 مقصود ہے اگر خداوند عالم درود میں ذکر آل کر دیتا تو اطاعت خدا
 تو ضرور ہوتی مگر اتباع پیغمبر کا مظاہرہ نہ ہوتا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ اس سے
 مومنین کے رد عمل کو جانچنا ہو اسلئے اسے اپنے نبی کے سپرد کر دیا۔

یہ تو ثابت ہے کہ سچ درود دی ہے جس میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ
 وسلم کے ساتھ آل محمد بھی ہو۔ صرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہنا صحابہ
 اب ردایع ہے ایسی بدعت ہے بنی کا کوئی جواز نہیں اور ایسی ہر بدعت
 درود ہے جسے پیغمبر اسلام نے ہر اجر و صلہ سے محروم قرار دیا ہے۔
 درود میں ذکر آل محمد سے اجتناب کرنے والے نہ علوم آل محمد سے
 کس کمینہ و عداوت کی بنیاد پر حکم خدا و رسول سے بغاوت کر رہے
 ہیں حالانکہ تمام علماء اسلام و درود میں ذکر آل محمد پر اجماع کر چکے
 ہیں۔ یہ اور بات ہے کہ علماء اہل سنت کے یہاں اس میں بعض کے
 یہاں ابراہیم دال ابراہیم کے لفظوں کا اضافہ ملتا ہے مگر اس اختلاف
 میں کبھی اختلاف ہے۔ ان میں سے بہت سے اس اضافہ کو جزو درود
 نہیں مانتے۔ الفاظ درود میں اختلاف کے باوجود محمد کے ساتھ لفظ اہل
 سب میں لازم قرار دیا ہے اور محمد آل محمد کے محمد ہی کو درود میں
 لانا چاہیے اس میں ذکر ابراہیم دال ابراہیم کیوں نہ ہو۔ الفاظ درود
 میں راویوں کا یہ اختلاف کہ کسی کے یہاں ابراہیم دال ابراہیم ہے اور
 کسی کے یہاں نہیں، مجبور کرتا ہے کہ اس کے اہم پیر پر نظر ڈالی جائے
 کہ یہ اختلاف ہی اس کا ثبوت ہے کہ ذکر ابراہیم دال ابراہیم جزو
 درود نہیں یا فوراً ان راویوں کی یادداشت کا تکرار یا ان کے نقل
 سمجھنے کی کوتاہی یا قصداً اس میں ذکر ابراہیم دال ابراہیم نہ

ان کی رحمتوں اور برکتوں کے آل محمد کی اس انفرادی فضیلت کو
 قصداً اس عنوان سے مبرور دے دینا کرنے کی مقصود یہ تبارش
 ہے کہ یہ محمد اس سے محمد آل محمد پر ان کی برتری اور فضیلت
 ثابت ہوتی ہے جو خلاف حقیقت تھی ہے اور خلاف واقعہ
 بھی۔

اس لئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سردار انبیاء اور ان
 کی اولاد افضل اولاد انبیاء ہے جس کا ثبوت اس آیت درود
 سے بھی ملتا ہے جو فضیلت محمد آل محمد کی دلیل قاطع ہے کسی
 نبی کی آل کو نصیب نہیں گو سلام انبیاء پر ضرور ملتا ہے مگر ان کی آل
 پر نہیں پس اس خاص عطیہ خدا میں حضرت ابراہیم و آلہ ابراہیم
 کے ذکر اور ان کی رحمتوں اور برکتوں کا محمد آل محمد کے لئے مطالبہ
 خدا در سوا خدا سے کھلی بغاوت ہے اس لئے کہ ایسی درود میں
 ان کی برتری تسلیم کھائے کوئی معنی نہیں رکھتی اس لئے کہ ان کے
 لئے جو رحمتیں و برکتیں تھیں وہ زمانہ مخصوص سے دالہ تھیں دین
 اسلام دائمی دین الہی ہے یہ سلسلہ نزول رحمت و طلب رحمت بھی
 دائمی ہے اور اس سے استفادہ بھی دائمی قرار دیا گیا ہے جب تک
 دنیا قائم ہے یہ درود بھی اہل ایمان کے لئے ذریعہ رحمت الہی اور
 سرمایہ نجات ہے گا گویا یہ درود محمد آل محمد کی تعلیمات ایمانی کا

نہایت عزیز سے سزا کردہ خوار سے جس میں اللہ تعالیٰ خدا بھی
ہے اور محمد آل محمد سے اترار محبت بھی۔

اس کے علاوہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کے وہ نبی مہر
ہیں جسکی برتری داد افضلیت کو حضرت ابراہیم نے اس طرح مقام فر
میں تسلیم کیا ہے بقول قرآن انا اول المسلمین سب سے
پہلے میں دین اسلام قبول کرتا ہوں ان کا یہ قول قبل ظہور اسلام
دبانی اسلام سے جیکہ خلیل خدا اور سیکرڈوں انبیاء کے باب
تھے چوکھدہ مراتب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور عظمت اسلام
افضل ارباب سے واقف تھے اس لئے قبل ظہور اسلام دین
اسلام تسلیم کرنے میں سبقت کی اور انا اول المسلمین کا
اعلان کر کے حلقہ بگوش اسلام ہونے کو اپنی نبوت رسالت
مکہ رتبہ عظمت پر ترجیح دی۔ ظاہر ہے کہ امام مامون سے اور مہر
تا بل سے افضل ہوتا ہے پھر یہ کیسے مان لیا جائے کہ درود میں
ذکر حضرت ابراہیم اور آل ابراہیم جیسی رحمتوں اور برکتوں کا
مطالبہ کیا جائے اور اسے لازم جزو درود بنایا جائے نہ اس
سے وہ عظمت محمد آل محمد بانی رہے گی جس کو خدا اور عالم
بانی رکھنا چاہتا ہے نہ وہ انفرادیت اور یہ کھلی خاصیت ہے کہ
نفسیہ تمنا استیازی شان اور انفرادی برتری کی کیجائی ہے

اور بارگاہ خالق کائنات سے تو جتنا ہی اور جو بھی مانگا جائے تم ہے
 جیسا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے قصہ میں قرآن پاک میں موجود ہے
 آپ بارگاہ خدا میں اپنے لئے علوم و تربت کی اس طرح دعا کرتے ہیں
 سب عہد لی ملک لا ینبغی لاحد من بعدی خداوند عالم مجھے
 ایسی حکومت عطا فرما جو میرے بعد کسی کو نصیب نہ ہو یہ مطلقا خدا سے
 تھا جو اس کی شان کے عین مطابق تھا اپنی نہیں حالانکہ حضرت
 سلیمان کے باپ حضرت داؤد علیہ السلام صاحب شہادت و مالک
 حکومت بنی تھے اور صاحب عجاز تھے جب تلواریں بھر کرتے
 تھے تو چرند پرند کو وہ دبیایان ان کے ساتھ مصروف شیخ الہی ہو جاتے
 تھے جس کا کلام پاک میں مذکور ہے۔ اپنے باپ جیسی شان و شوکت
 والی انوکھی فضیلت و مرتبت کی تمنا کرتے تو بیجا نہ ہوتا مگر اس کی
 آرزو نہ کی بلکہ اس سے بھی بڑھ کر اسی شان و شوکت والی انوکھی
 عجب و روزگار حکومت طلب کی جو ان کے لئے کسی کو سیر نہ ہو حالانکہ
 وہ جانتے تھے کہ نبوت کیلئے حکومت لازمی شے نہیں مگر وہ انبیاء اس
 بھی امتیازی شان و شوکت طلب کر کے منفرد بننا چاہتے تھے پھر یہ
 کیسے مان لیا جائے کہ درود جیسے مخصوص غلطیہ خدا میں حضرت ابراہیم
 آل ابراہیم کی مخصوص دور سے دالہ رحمتوں و برکتوں کا خدا سے
 مطالبہ کیا جائے۔ خداوند عالم نے ان کو کتنا ہی کیوں نہ نوازا ہو مگر

وہ سلسلہ محدود محدود سمجھا اور یہ وہ سلسلہ رحمت الہی ہے جس کی توجہ
 کیجا سکتی ہے نہ شمار۔ تا حیات کائنات اس کو بانی رہنا ہے اس میں
 ذکر حضرت ابراہیم دآل ابراہیم اور ان جیسی برکتوں و رحمتوں کا مطالبہ
 شامل درود کرنا محلی بدعتی اور حلقہ کا مظاہرہ ہے۔ ہمارے اس
 خیال کی تائید میں

عادتاً جمال اللہ میں شافعی کا یہ قول کافی ہے جنہوں نے صحیح درود
 صلی اللہ علیہ وسلم دآل محمد کو نقل کیا ہے جیسا کہ ہم گذشتہ صفحات
 میں نقل کر چکے ہیں۔

اس کے علاوہ اگر ذکر حضرت ابراہیم دآل ابراہیم جزو درود
 ہوتا تو ان لوگوں کے اعمال میں بھی ہوتا جن کیلئے اور بن کے گھر میں
 یہ آیت درود نازل ہوئی ہے۔ چنانچہ صحیفہ کاملہ سجاد یہ جو دعاؤں کی
 عدیم المثال کتاب جو جامع دماغ کتاب ہے اس میں بھی کہیں اس
 طرح درود نہیں ملتا جس میں ذکر حضرت ابراہیم دآل ابراہیم کی جیسی
 رحمتوں اور برکتوں کا ذکر یا مطالبہ ہو۔ ہر دعا میں الفاظ درود اللہ صلی
 علی محمد دآل محمد علیہ السلام اس میں کہیں اضافہ بھی ہے تو اس طرح
 اللہ صلی علی محمد دآل محمد کے افضل ماسکیت علی
 احد من خلقہ یعنی خداوند عالم محمد دآل محمد پر اس سے افضل
 درود بھیج جو نے اپنی مخلوق پر کسی پر بھیجا ہے۔ اس سے کئی عاویہ

۱۰۔ یہاں ذکر حضرت ابنا سہیم و آل ابنا سہیم لایا نہیں۔ ان جیسی رحمتوں
برکتوں کا مطالبہ اگر بہ نیت اضافہ ثواب ہی کیا جائے تو ان کی رحمتوں
برکتوں سے افضل و اعلیٰ کا مطالبہ کیا جائے چنانچہ دیگر اعمال اہمیت
میں بھی ان جیسی رحمتوں برکتوں کا ذکر کبھی نہیں ملتا البتہ ان سے
افضل کا مطالبہ ہو سکتا ہے۔

بعض لوگوں کا یہ طرز عمل کہ درود میں ذکر آل محمد سے پہلوی اور
صرف صلی اللہ علیہ وسلم کہنا ایسی درود ہے جو نہ خدا کو پسند ہے نہ رسول اللہ
کو نہ اس کا کوئی احب ہے نہ صلہ پیغمبر اسلام نے ایسی درود کو دم بریدہ کہا
ہے جیسا کہ

جو آخر العقیدین میں صاحب موداعت مہترہ کی رسول اللہ سے یہ حدیث
نقل کی ہے آپ نے فرمایا ہے کہ مجھ پر دم بربادہ درود دست بھجو تو لوگوں
نے آپ سے معلوم کیا کہ وہ کونسی درود ہے فرمایا اے اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ہے جس میں ذکر آل نہ ہو جیسا کہ اس دور میں بعض مسلمانوں کا طریقہ ہے
اس میں بھی آپ نے ذکر آل کی شمولیت واجب قرار دی ہے نہ ذکر حضرت
ابراہیم و آل ابراہیم کیا نہ ان جیسی رحمتوں و برکتوں کا تذکرہ کیا۔ اگر یہ
الفاظ شامل درود ہوتے تو آپ ان کا ذکر ضرور کرتے۔

اس کے ماسوا آل ابراہیم میں ایسے لوگ بھی ہیں منجھوں نے اپنے
ساتھ بھائی حضرت یوسف علیہ السلام کو اپنے باپ حضرت یعقوب

علیہ السلام کی ان سے خصوصیت بہت اور حد وطن میں اور سوتیلے پن کی
 رقابت کی بنا پر ان کو قتل کرنے اور ان پر ہر رنگ کے ظلم و ستم
 کرنے میں کوئی تسری نہ تھی پھر کیسے آل اور اسیم کو آل محمد کے
 سادی اور ان کے ہم پل قرار دیا جاسکتا ہے یا ان سے افضل
 بہتر

اہلبیت

اور

شرف تطہیر

اٹھایرید اللہ لیدھب عنکم الرجس اهل البیت
 یطہرکم تطہیرا

خدا نے ارادہ کر لیا ہے کہ تم اہلبیت کو اپنا پاک کر دے جب
 اسے کرنا چاہے

علامہ شیعہ ہی نہیں بلکہ علماء اہلسنت کا اس پر اجماع ہے کہ آپت آدمی
 حضرت علی و حضرت فاطمہ و حسن و حسین علیہم السلام کی شان میں نازل
 ہوئی ہے خداوند عالم نے جن اہلبیت کی مبارکات کا اعلان کیا ہے
 وہ بھی حضرات ہیں اگر کتب و احادیث میں لوگوں نے جن کا تعلق
 اہلسنت سے ہے اس میں ازواج و رسول اللہ کو بھی شامل کر کے
 کی کوشش کی ہے جو کسی طرح قابل قبول نہیں ہے خیال خداوند

"سراسر غلط ہے یہ دوسری بات ہے کہ بعض لوگ اپنی اندھی عقیدت
 مندی کی بنا پر اجماع امت کی کھلافت ان کو شامل آپ نے کر رہے
 ہیں حالانکہ ازواج بنی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سے کسی نے اس کا دعویٰ
 نہیں کیا۔ ان لوگوں کے اس خیال خام کی تردید میں اصحاب پیغمبر و
 ازواج پیغمبر دونوں کے اقوال نقل کر کے اپنے نصوص کو تقویت
 دے رہے ہیں جس سے یہ واضح ہو جائے گا کہ حقیقت یہاں طبیعت
 بنوی کون حضرات ہیں اور اگر ازواج کو بھی شامل کیا جائے تو
 اس آیت تفسیر کا کیا پس منظر ہو گا اسے اجاگر کرنا ہم اپنا فرض
 سمجھتے ہیں تاکہ عوام اس مداخلہ سے گمراہ نہ ہوں۔ اس سلسلہ میں
 سارا مواد علماء اہل سنت اور ان ہی کے معتبر و مستند راویان
 حدیث و صاحبان تفسیر قرآن سے ماخوذ ہے چنانچہ
 صحیح مسلم میں مذکور ہے کہ زید ابن حبان بیان کرتے ہیں کہ
 میں اور حصین اور عمران بن حصین زید ابن ارقم صحابی رسول
 اللہ کے پاس گئے تو حصین نے ان سے کہا اے زید تم نے بہت
 نیکیاں حاصل کیں ہیں۔ رسول خدا کو بھی دیکھ لے اور ان کی صحبت
 سے بھی فیضیاب ہوئے ہو اور بہت سی احادیث بھی سنی ہیں اور
 ان کے ساتھ جنگوں میں شرکت بھی کی ہے اور ان کے ساتھ نمازیں
 بھی پڑھی ہیں لہذا جو کچھ آپ نے رسول اللہ سے سنا ہے کچھ ہم

سے بھی بیان کر دو تو یہ نے کہا بھتیجے میری عمر بہت زیادہ ہو گئی ہے اور
بہت بوڑھا ہو گیا ہوں، بہت سی باتیں جو میں نے رسول اللہ سے
سنی ہیں بھول چکا ہوں مگر اب میں جو تمہیں بتاؤں اسے غور سے
سنو اور جو نہ کہوں اسے مت پوچھو۔

ایک روز میں اور رسول اللہ ایک چشمہ کے کنارے جے
خم کہتے ہیں جو مکہ اور مدینہ کے درمیان میں ہے خطبہ بیان کرنے
پہنچے ہوئے اور خداوند عالم کی حمد و ثناء کے بعد دعا و نصیحت
کی اور فرمایا اے لوگو میں بھی ایک انسان ہوں میرا گمان ہے کہ
میرے پاس خدا کا قاصد آئے گا وہ دلائل ہے اور وہ جو کچھ کہے گا، میں
اسے مانوں گا۔ دیکھو میں تم میں ددیش بہا چیزیں چھوڑ رہا ہوں۔
ایک خدا کی کتاب جو ہدایت اور نور سے بھری ہوئی ہے تم اسے لے
اور اس کے احکام کی پابندی کرو پھر فرمایا دوسری چیز میرے
اہلبیت ہیں تم کو میں ان کے بارے میں خدا کو یاد دلاتا ہوں۔
پس سر قاصد نے کمالے زید کیا ازواج رسول اللہ اہلبیت میں
شامل نہیں جواب دیا ہرگز نہیں۔ اسلئے کہ عورت مرد کے ساتھ اس
وقت تک ہے جب تک وہ اس کے نکاح میں ہے جب وہ اسے
طلاق دے دیتا ہے اپنی قوم اور اپنے عزیزوں میں چلی جاتی
ہے۔

ترندی و سلم دونوں میں ام سلمہ زوجہ رسول اللہ سے منقول
 ہے انھوں نے بیان کیا کہ جب آپؐ ظہیر نازل ہوئی تو میں اپنے
 گھر کے دروازہ کے پاس بیٹھی ہوئی تھی اور میرے گھر کے کھانہ
 رسول اللہ اور حضرت علی وفاطمہ اور حسن و حسین علیہم السلام تشریف
 فرما تھے پس رسول اللہ نے ان کو کپڑا اڑھا دیا اور فرمایا خداوند عالم
 یہ میرے اہلبیت ہیں اور میرے مددگار ہیں ان سے ہر گندگی کو
 دور کر اور ایسا پاک و پاکیزہ کر جیسا کہ تو کر سکتا ہے۔ پس
 میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا میں بھی ان میں سے ہوں فرمایا
 میں البتہ تم خیر پر ہو۔

علامہ طبرانی ام سلمہ سے اس طرح نقل کرتے ہیں کہ وہ بیان
 کرتی ہیں کہ ایک روز رسول اللہ میرے گھر میں تشریف فرما تھے
 خداوند نے آکر کہا کہ حضرت علی و حضرت فاطمہ دروازے پر
 تشریف رکھتے ہیں یہ سکر آپؐ نے مجھ سے فرمایا اٹھو اور جاؤ
 اور میرے اہلبیت سے الگ ہو جاؤ۔ یہ سکر میں اٹھی اور ایک گوشہ
 بجا بیٹھی اور حضرت علی و فاطمہ حسن و حسین علیہم السلام گھر میں
 تھے حسین اس وقت چھوٹے بچے تھے ان کو رسول اللہ نے بازو
 تمام کر اپنی گود میں بٹھالیا پھر حضرت علیؑ کا گردن میں پاتھ ڈالا
 رہا کہ کہو یہ حضرت فاطمہ کو پکڑا ان دونوں کو بھی بوسے دے

اور ان سب کو اپنا کھیل اڑھا دیا اور فرمایا اے خداوند عالم میں ان کو
در خود کو تیرے سپرد کرنا ہوں پس کریں گے کہا یا رسول اللہ کیا میں
بھی ان میں سے ہوں تو فرمایا تم بھی ظہر پر ہو۔

مسلم و ترمذی میں حضرت عائشہ سے مروی ہے انہوں نے اپنے
بیان کیا ہے کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھر میں نشتر لے لیا
اور بالوں کی ایک منقش چادر اڑھے ہوئے تھے پھر حضرت حسن
تشریف لائے آپ نے انہیں اپنی گرد میں لے لیا پھر حضرت حسین
تشریف لائے انہیں بھی آپ نے اپنی چادر میں لے لیا پھر حضرت
فاطمہ تشریف لائیں انہیں بھی آپ نے اپنی چادر میں لے لیا۔ پھر
حضرت علی تشریف لائے انہیں بھی اس چادر میں لے لیا۔ پھر فرمایا
خداوند عالم ارادہ کر چکا ہے اے اہلبیت تم سے ہر گندگی دھبہ کی کو
دور کر دے اور تم کو ایسا پاک دیا کیڑو کر دے جیسا کہ حق ہے
ابو حاتم و احمد نے داؤد بن اسحاق سے اس طرح روایت
بیان کلبے وہ کہتے ہیں کہ ایک روز میں حضرت علی علیہ السلام کی
نماش میں حضرت فاطمہ کے گھر پہنچا اور ان کو معلوم ہوا کہ جناب میں
نے کما حقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گئے ہیں۔ میں ان کے انوار
میں وہیں بیٹھ گیا۔ دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس
حضرت علی و حسن و حسین بھی تھے۔ آپ ان کا ہاتھ پکڑتے تو یہ دیکھ کر

اور امام حسن کو اپنی داہنی ران پر بٹھایا اور امام حسین کو بائیں ران پر
 بٹھایا اور حضرت علیؑ و فاطمہؑ کو اپنے سانسے بٹھایا اور ان کو اپنی چادر
 اڑھادی پھر آیہ تطہیر پڑھی اور فرمایا کہ خدا اس کے سوا اور کونسی
 کہ تو یہ ارادہ کر چکا ہے کہ اے اہلبیت تم سے ہر گندگی دلیدگی کو دور
 کر دے اور تم کو ایسا پاک کر دے جیسا کہ کرنا چاہیے۔
 ترمذی میں اس ابن ماکہ سے منقول ہے انھوں نے بیان کیا
 کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے جاتے تو دروازہ چھ مہینے تک حضرت
 فاطمہ سلام اللہ علیہا کے دروازہ پر کھتے رہے الصلوة اہل البیت
 پھر آیہ تطہیر پڑھتے تھے۔

احمد بن حنبل ابو حمزہ سے روایت بیان کرتے ہیں انھوں
 نے کہا میں نے مہینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں رہا اور دیکھا جب
 صبح ہوتی تو جناب سیدہ کے دروازہ پر آتے اور فرماتے اے اہلبیت
 خدا تم پر رحم کرے اور پھر آیہ تطہیر پڑھتے۔
 علامہ بیہقی بیان کرتے ہیں کہ شہر ابن حوشب ام سلمہ زوجہ
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہؑ سے فرمایا
 کہ اپنے شوہر اور دونوں بیٹوں کو ہمارے پاس لاؤ۔ جب وہ لائیں
 تو ان حضرت نے ان کو اپنی چادر اڑھائی اور فرمایا اے پردہ نگار
 یہ آل محمد ہیں ان پر اپنی رحمت و برکت نازل کر۔

اور سب فذری ابن عباس سے روایت بیان کرتے ہیں کہ
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے جاتے تھے تو دروازہ چھ مہینے تک حضرت
 فاطمہ سلام اللہ علیہا کے دروازہ پر جا کر الصلوٰۃ یرحمکم اللہ
 اهل البیت اتھا یرید اللہ لیداعب عنکم الرحمن اهل
 البیت دیطہرکم تطہیرا زمانے رہے۔
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے تھے کہ جب نماز صبح کیلئے تشریف
 لے جاتے تھے تو پہلے جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کے دروازے پر
 جا کر الصلوٰۃ یرحمکم اللہ کہتے اور آیت تطہیر پڑھتے تھے اور یہ عمل
 مہینوں بلاناظر رہا۔ اس کا یہ مطلب یہ گزشتہ میں آپ کو ان سے
 نماز کی قضایاں اہل کا گمان تھا جس کی وجہ سے دروازہ ان کو جگانا اور
 نماز کی طرف اس طرح متوجہ کرنا تھا کہ اس سے لوگوں کو اہلیت
 نماز اور اپنے اہلیت کا تعین دشمن کر کے متعارف کرانا تھا۔
 اس لئے کہ آپ کو اس کا علم تھا کہ لوگ اہلیت کے مبہم لفظ سے
 کسی وقت بھی ناجائز فائدہ اٹھا سکتے ہیں اور ان لوگوں کی دخل
 اہلیت کر سکتے ہیں جو ان صفات سے عاری ہوں جو اہلیت
 میں ہیں جو سراسر منشاء خدا کے منافی ہوگا۔ اسی لئے پہلے ذکر نماز
 پھر ان کیلئے بارگاہ خدا سے طلب رحمت پھر آیت تطہیر کی تلاوت
 فرما کر ان کی غفلت و منزلت ظاہر کر کے یہ ثابت کرنا تھا کہ

اہلبیت ان ذوات مقدسہ کے علاوہ کوئی نہیں جس کی تطہیر ملاو اسطرح خود
 پروردگار عالم نے کی ہے یعنی اس عمل تطہیر میں پیغمبر اسلام کو بھی داخل نہیں
 حالانکہ لوگوں کی تطہیر آپ کا فرض منصبی ہے مگر تطہیر اہلبیت کے عمل کو خدا
 نے اپنا کر ان کو ایسی امتیازی شان عطا کی ہے جو کسی اور کو نصیب
 نہیں اسلئے کہ یہ اہلبیت رسول یعنی حضرت علی رضا علیہ السلام و حسن و حسین علیہم
 السلام فطری طیب و طاهر ہیں جبکہ سب سلمان کفر و شرک کے ماحول کے
 پروردہ ہیں جن کی تطہیر سنیہ اسلام کے دست حق پرست کی رہنمائی
 سنت ہے ان کے علاوہ کوئی بھی مسلمان نہ پیدا ہوا نہ کسی مسلمان سے نہ
 طیب و طاهر ہے چاہے وہ ایمان کی کسی منزل پر ہو۔ اہلبیت کی یہ
 انفرادی فضیلت ہے۔ رسول اللہ کی طرح یہ پیدا ہوا طیب و طاهر
 ہیں اور پانچ صفات ہیں ان کے سادگی اور شریک و کہیم ہیں جیسا
 امام خزاہن راوی فرماتے ہیں کہ اہلبیت کو خداوند عالم نے
 پانچ صفات میں پیغمبر اسلام کے سادگی قرار دیا ہے:
 اول آپ کے لئے السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
 اور اہلبیت کے لئے سلام علی السنین یعنی آپ کے لئے سلام ہو تم پر
 نبی اور اس کی رحمتیں اور برکتیں اور اہلبیت کے لئے اے آل السنین
 تم پر سلام ہو۔
 نورالدین شافعی جو اہل عقدین میں لکھتے ہیں کہ ابن عباس نے

ہوں کیا ہے کہ لین سے مراد اطمینان ہے
 کلمہ بھی نقاش سے بیان کرتے ہیں : کہ آل لیبین سے مراد
 آل محمد ہیں اور رسوۃ علی ابی صبا کہ نماز کے تشہد میں

دوسرے عبارت : چنانچہ رسول اللہ کے لئے فرمایا ہے
 ما ازلنا عليك القرآن لتشغل اور اطمینان کے لئے فرمایا ہے
 بظہر کما نطہرہا

تیسرے درود اللہ من علی محمد وال محمد
 جو حقے عزیز صدقہ یعنی جس طرح رسول اللہ پر صدقہ فرمایا ہے
 اسی طرح اطمینان پر بھی صبا کہ آپ نے فرمایا ہے صدقہ آل محمد پر
 فرمایا ہے۔

چوتھے باب میں : آپ نے فرمایا ہے میری پیروی کرو خدا تم کو
 دوست رکھے گا اور اطمینان کے لئے ہے کہ قل لا اسئلكم عليه
 جزا الا العودۃ فی العودۃ فی القربی اس میں ہے اطمینان
 خبر کے مادی ہیں۔

اس سے بڑی فضیلت اور کیا ہوگا کہ آپ پر درود بھیجیں
 ظاہر آل کا ذکر نہیں ہے مگر اس میں ذکر کیا ہے
 درود کسی اللہ علیہ والہ وسلم کا ذکر کیا جائے تو درود

نامکمل دنیا میں نہیں بلکہ حکم خدا اور رسول کے خلاف ہے۔ یہی طہارہ طہارت
 میں آپ کے لئے مطلق ما الزلنا علیک القرآن آپ کو سرسبز
 طہارت کہا گیا ہے۔ اس میں بھی درود کی طرح الگ سے اہمیت
 کو شامل کیا جاسکتا تھا مگر یہاں ایسا نہیں کیا گیا بلکہ طہارت
 اہمیت کو خداوند عالم نے نفیس نفیس اپنا عمل قرار دیکر ان کو
 خصوصی فضیلت سے نوازا ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ ان کی پاکیزگی
 اوروں کی طرح طفیلی نہیں بلکہ کفر و شرک ہے بلکہ وقت خلعت
 ہی سے خدا نے ان کو پاک و پاکیزہ پیدا کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ
 خاتم النبیین محبوب رب العالمین محمد ملاقہ مقربین جیسی برگزیدہ
 ہستی جس کی بارگاہ میں عام فرشتوں کی تو کیا باط ہے جبرئیل
 ابن جبرئیل ذات بغیر اذن و تحفہ سلام خدا داخل نہیں ہو سکتی تو ایسے
 مقرب بارگاہ الہی و ہادی کونین کا در فاطمہ پر روزانہ جانا اپنے
 ایک فریضہ کی طرح نو مہینہ تک نماز کے لئے مسجد میں جانے سے پہلے
 الصلوٰۃ یرحمکم اللہ کے ساتھ آیت کی تلاوت فرماتا اور پھر کہہ
 میں جانا اہمیت کی وہ انفرادی عظمت ہے جس کے بیان کی نہ
 بیان میں طاقت ہے نہ قلم میں اس کے احاطہ تحریر میں لانے کا یارا۔
 یہ تو ظاہر ہے کہ رسول اللہ کا ہر عمل طلب خوشنودی اور حسب
 مشاء خدا تھا اس میں نہ ازرا پروری تھی نہ خویش نوازی کا جذبہ،

کسی طرح کا شاہرہ نفس و لغات بہت اہذا آیت تفسیر کے مستند ہے
 کا یہ معمول میں منشاء خدا کے مطابق تھا۔ اس مسئلہ میں اس شبہ کی بھی
 کوئی گنجائش نہیں کہ آیت تفسیر میں خدا نے ارادہ کیا تو کیا تھا اس پر
 عمل درآمد ہو یا نہ ہو اس کی مرہی پر موقوف ہے۔ جاننا چاہئے کہ یہ خدا
 کا ارادہ ہے جس کی شان بقول اس کے یہ ہے کہ جب وہ کسی شے کا ارادہ
 کرتا ہے تو ہو جاتا ہے وہ ہو جاتی ہے بلکہ صرف منشاء پر عالم وجود میں
 آ جاتی ہے نہ ساری طرح ذرا ہی اسباب پر موقوف ہے نہ معلومت
 وقت پر۔ اسے کسی شے کی تخلیق میں نہ عجز و فکر کی ضرورت ہوتی ہے
 نہ کسی سے صلاح و شور و کی۔ اس کی مشیت و ارادہ ایک ہی شے ہے۔
 اگر یہ ارادہ پائے تشکیل کو نہ ہو نہ پناہ ہوتا تو پیچیدہ اسلام کا مہینوں و حضرت
 خاطر پر جا کر باندھا نہ تہنیت و مبارکباد اسے دہرائے گا کوئی حق تعالیٰ
 و دفا نہ ان کو اس طرح بے چین کرنے کا۔ یہ جامع الفضائل فضیلت
 اہمیت کیلئے خداوند عالم کا وہ عطیہ نعمی جس کی مثال نہیں۔ ماننا پڑے گا
 کہ اس طرز عمل سے رسول اللہ کا مقصد اہمیت کو خدا کی اس نعمت
 غیر مرتبہ کی اہمیت کا احساس دلانا اور خود کے لئے بھی بارگاہ الہی
 میں اہتمام و شکر کا مظاہرہ تھا اور مسلمانوں کو اہمیت نماز سے متعارف
 کرانے کا لاثانی طریقہ کا رہنما تمام انبیاء میں صرف آپ کو یہ شرف و
 حاصل ہے۔ کسی یا رسول کی اولاد کو یہ شرف حاصل نہ ہوا۔ جب

امداد خدا میں عمل ہے اور تعلیق الہیت کے وقت ہی یہ تعلیق عمل میں
 اس کو اعلان تعلیم کے وقت سے اپنے کا کوئی ہوا نہیں رہا اس کو
 تعلیم کے وقت نزول سے شمار کئے جانے کا۔ ورنہ اس سے پہلے کا
 فردی تعلیم یا ناپڑ لگا۔ جو اس انفرادی غنیمت کو در غدار اور
 سبب وقعت بناد لگانا یہ باعث فز و دہات رہے گی کیونکہ اس
 طرح تو ہر مسلمان کی تعلیم عمل میں آئی ہے۔ اس میں امداد الہیہ
 السننہ کی طرح منائے، بقائے تعلیم ہے نہ کہ اعلان تعلیم
 در حقیقت بارگاہ خدا سے ان کی عصمت و عصمت کا یہ ایسا اعلان
 خدا ہے جو کسی مسلمان کے لئے نہیں۔ مبالغہ اس کا گواہ ہے۔ یہ طہارت
 الہی تمام مسلمانوں میں الہیت کا امتیازی نشان ہے۔ یہ شرف خصوصی
 اس کی کبھی نشانہ ہی کرتا ہے کہ تعلیم ان کی عصمت کے دوام کی ضمانت
 ہے۔ اس میں کسی وقت اور کسی حال میں ضعف کا اندیشہ نہیں۔ اس
 امداد تعلیم الہیت کے یہ معنی بھی بیان ہو گئے کہ خدا اس کو بانی رکھنے
 ارادہ کر چکا ہے یعنی توفیقات خدا ان کے ہر وقت شامل حال
 رہیں گی۔

مختصر یہ کہ اس تعلیم کا مقصد ہر قسم کی عصمت و عصمت اور
 عمل خلافت مشار الہی کی توفیق سے جیسا کہ
 فخر الدین رازی تفسیر کبیر میں لکھتے ہیں کہ اس تعلیم الہیت سے

مراد ان کا اعلیٰ سے اعلیٰ اعزاز و اکرام سے نوازا گیا ہے
 راقب اصغیانی کہتے ہیں کہ تطہیر گرجوں اور عبادت گاہوں
 سب کے لئے یہی جائز ہے مگر تطہیر اطمینان سے مراد کپڑوں و
 جہروں کی عابری نجاست نہیں بلکہ ان کو سترہ صدقات و لائٹ
 مع دشنا قرار دینا ہے
 اطمینان کا لفظ اگرچہ گھر کے تمام لوگوں کے لئے ہوتا ہے مگر
 جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اہل بیت یعنی صلوات
 پر سے اطمینان ہے فرمایا تو سولے حضرت علی رضا علیہ السلام و حسین
 علیہم السلام سب اس سے خارج ہو گئے اور صرف یہ افراد اطمینان
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مراد ان کی خدمت ثابت ہے
 ان جیسا کوئی اور نہیں جو اس شرف تطہیر میں شریک و شریک ہو
 لے اس میں اطمینان آیا ہے اہل بیت نہیں آیا جیسا کہ جہاں نبی
 صلی اللہ علیہ وسلم دالہ دلم کی ازواج کیلئے دفن و بیہ تھیں
 آتا ہے اگر وہ ان اطمینان میں شامل ہوئیں تو یہاں بھی بوقت لفظ
 آتا کیونکہ ان کے گھر الگ الگ تھے یہاں چونکہ اطمینان ایک ہر
 گھر میں رہے دالے ہیں اسی لئے حضرت علی رضا علیہ السلام و حسین
 علیہ السلام کسی کو ان میں شامل نہیں کیا جاسکتا جیسا کہ تمام علماء اسلام
 کا متفقہ فیصلہ ہے جسے سقاقل و المومنین رضی اللہ عنہما بالک

زید ابن ارقم المؤمنین حضرت عائشہ زام سلمہ کے نزدیک بھی بی حضرات
 ہیں اور انہی کے لئے آیت تطہیر نازل ہوئی ہے پھر بھی بعض اہلبیت
 دشمن لوگ ازواج نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان میں شامل کرنے
 ہیں گو ان کو معلوم ہے کہ تمام علماء و ازواج نبی صلی اللہ علیہ وآلہ
 وسلم اور آپ کے اصحاب اہلبیت آل عبا کو تسلیم کرتے ہیں اور خود
 ازواج رسول خدا ان میں شامل ہونے کی مدعی نہیں ہیں۔ ان کا ان
 اہلبیت میں شمولیت کا دعویٰ نہ کرنا اس بات کا ثبوت ہے کہ وہ ان
 ذوات مقدسہ کو خود سے ارفع و اعلیٰ اور ہر غلطی و لغزش عمل سے مبرا و
 منزہ مانتی ہیں اور خود کو ان کے دوش بدوش کھڑا ہونے کے لائق نہیں
 نہیں سمجھتیں حالانکہ رسول اللہ کی بیویاں ہونے کی وجہ سے یہ دعویٰ
 بعید از قیاس بھی نہ تھا۔ افضلیت اہلبیت کی یہ بھی ایک مستحکم دلیل ہے
 اس وجہ سے بھی انھوں نے یہ دعویٰ نہیں کیا کہ قرآن پاک ان کی زندگی
 پر اس طرح تبصرہ کرتا ہے :

ازواج نبی و قرآن

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّأَزْوَاجِكَ إِن كُنْتُمْ تُحِبُّونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا فَا
 اطَّعْنِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ

اے نبی تم اپنی بیویوں سے کہہ دو اگر تم دنیا کے عیش و عشرت

کی طالب ہو تو آؤ میں تم کو طلاق پانے والی عورتوں کی طرح ت
 تمہارے حقوق دیکر تم کو رخصت کر دوں اور اگر تم خداد رسول
 کی مرضی کی طالب ہو اور آخرت پسند ہو تو خدادار ہند عالم نے تم میں
 سے نیک کرداروں کے لئے اجر عظیم کا وعدہ کیا ہے جس کے سامنے
 دنیا کی کوئی آسائش کوئی حیثیت نہیں کہتی۔

اکثر علماء اس کے نزدیک کا یہ سبب بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ
 کی بعض بیویاں آپ کے مقدور سے زیادہ عمدہ کھانے عمدہ شہتی
 لباس پہننے کی طالب تھیں جس کی آپ کو استطاعت نہ تھی اس
 وقت آپ کی نو بیویاں تھیں چنانچہ

دا می جو علماء اہلسنت کے عالم جدید ہیں اپنی تفسیر میں
 ابن عباس سے بول روایت بیان کرتے ہیں کہ ایک روز رسول خدا
 اپنی بڑی حفصہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ دونوں کے درمیان کچھ
 بزم کی ہو گئی تھی۔ اس لئے کہ وہ آپ سے مقررہ خرچ سے زیادہ
 طلب کرتی تھیں اور آپ میں اتنی گنجائش نہ تھی۔ آپ نے فرمایا
 تمہارے اور اپنے درمیان ایک ثالث مقرر کروں حفصہ نے کہا
 مزدور مقرر کیجئے لہذا آپ نے حضرت عمر حفصہ کے والد کو بلا لیا اور
 کہا میرے اور حفصہ کے درمیان فیصلہ کرو۔ انھوں نے اپنی بیوی کی
 حفصہ سے پوچھا کیا کہتی ہے تو اس نے کہا رسول اللہ کی بیوی

بارہ میں گفتگو کر چکے اور آپ سے یہ بھی کہا کہ حق نہیں
 یہ افطاس کہ حضرت عمر نے حفصہ کے بارے کو باوجود اٹھارہ
 تو رسول اللہ نے کلمات طمانینہ سے مارنا حضرت عمر نے حفصہ سے
 کہلے دشمن خدا پیغمبر خدا حق کے درمیان کو کہہ سکتا ہے۔ قسم اس خدا کی
 جس نے انہیں پیغمبر بنا کر بھیجا ہے اگر اس وقت آپ نہ ہوتے تو میں
 بے اتنا مارتا کہ تو مرجاتی۔ رسول خدا وہاں سے اٹھے اور غزوہ بدر
 میں جو ایک پوشیدہ جگہ کھلی تشریف لے گئے اور ایک مہینہ وہاں
 رہے۔ کسی بوی کے پاس گئے وہ ان میں سے کسی کو اپنے پاس بلایا۔ ۲۹
 دن کا مہینہ تمام ہوا تو جبریل آیت اختیار لائے جس کا تذکرہ اسی
 سورہ احزاب میں ہے۔

قابل غور امر یہ ہے کہ ایک پیغمبر خدا کی بوی اتنی گہری قدرت اور
 انھوں پہر کی معاشرت کے بعد کبھی خدا کے نبی کو عام انسان کی طرح
 مان حق کہنے کی امید رکھتی ہے حالانکہ آپ کی صداقت و دیانتداری
 کا گواہی دیتے تھے اور کہتے تھے کہ بے شک محمد صادق و امین ہیں۔
 یہ بات رسول خدا سے ان کی اسی فرض شناسی اور بے بصیرتی کا نتیجہ
 کلی۔ اب خداوند عالم باندازعتاب اس طرح خطاب فرماتا ہے
 یا ایہا النبی من یات منک بغا حشۃ مبینۃ یضاعف لہا
 الحد اب صعفین الخ لے ازواج نبی تم میں سے جو بھی ایسی برائی

رنگی جو اطاعت خدا و فرمانبرداری نبی کے خلاف ہو تو اسے اس برائی
 کا دگنا عذاب دیا جائے گا بر خلاف دوسری برائی کرنے والی
 عورتوں کے۔ یہ اس لئے کہ نبی کی بیوی ہونے کی وجہ سے ہماری
 مسداریاں زیادہ ہیں جس طرح ہماری شخصیت بھی ان سے
 زیادہ ہے اور نماز، روزہ، حج نبی ہونا خدا کے نزدیک عذاب میں
 کاوٹ نہیں بن سکتا اور تم میں سے جو بھی خدا و رسول کی فرمانبرداری
 کی اس کو ایک نیکی کا درگنا سمجھ لے گا۔ ایک اطاعت خدا کی وجہ
 سے دوسرا خوشنودی پنیر کی وجہ سے پھر ارشاد باری ہے:
 سَتَنكِحُوا الْمُؤْمِنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ لَكُمْ وَأَمَّا الْمُؤْمِنَاتُ لَكُمْ
 سَبِيحَہ عورتوں کی طرح نہیں۔ خدا سے ڈرو اور اس کی اطاعت کرو
 اور نہ اپنی آواز کو زور دنا تک بنا کر لوگوں سے بات چیت کر دیکھو کہ
 کیا دوسری کی مثل نہیں جن میں شرم و حیا نہیں ہوتی تاکہ وہ لوگ
 ان کے دونوں میں کھوٹ ہے اسے کی کہ ہماری طرف رجعت کریں۔
 یہ نکتہ انداز ہوں۔ جب بات کر دین داری و خدا پرستی کو مد نظر
 رکھ کر۔

منقول ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو بعض مومنین نے یہ طریقہ
 کیا کہ جب کوئی غیر مردان کے دروازے پر آکر آواز دیتا اور گھر
 کی کوئی مرد نہ ہوتا تو بڑی کراخت اور تلخ آواز میں جواب دیتی تھیں

اس سے معلوم ہوا کہ ہرگز مومنوں کو اور دنیا کو اپنی طرف سے
 ہی ایسی کجی و سرکشی اور ازگی کا باعث ہے جس سے دل کی پستی میں
 قطعاً مراد ہے یہ جانیکہ لادڑ اسپیکر پر خود کسی میں رہنے کی بجائے
 فیوں نہ ہو۔

اے ازدواج بھی یہ تمہارے لئے زیبا نہیں کہ درخت قطع نہ کر دو
 بناسنہ کر جہاں چاہو آؤ جہاں لاہر جو دل میں آئے کرنا اگر تم دنیا
 میں دُشترت اور اس کی آسائشوں کی دلدادہ ہو تو آؤ اگر تم
 اسلوب سے ملان دے کر رخصت کر دوں۔

یہ خطاب الہی جس میں عذاب و عتاب اور توبہ و توبہ کی
 ہوتی ہے کہ یہ بظاہر ختم ازدواج سے شعلت ہے مگر تم میں جس سے
 اب کیا کے جلد سے اس صحر کو ختم کر دیا اور جو صبا کر گیا ہوگی ملو
 اس سے ایک بات واضح ہوگئی کہ ازدواج بنی سلی و شرعیہ دائرہ
 نام کی ختم خداد رسول کے صبار کی دھنیں در نہ یہ نہ کہا جاتا کہ تم میں
 سے جو بھی صبا کرے گی وہی جزا و سزا پائے گی۔ ظاہر ہے کہ ان میں
 سے بعض ایسی ضرور ہیں جن سے خداد رسول کی مخالفت کا اندیشہ
 ہے اور آخرت پر نہیں بلکہ دنیا پر فریفتہ ہیں در نہ یہ عتاب ہونا
 عذاب کی دھمکی دہی جاتی اور یہ بھی ثابت ہے کہ سب کچھ زندہ
 یا رسول اللہ پر ہی منحصر نہیں ہے بلکہ بعد وفات بنی سلی اس

علیہ وآلہ وسلم اس کی پابندی واجب و لازم ہے یعنی ان کو اپنی تائید
اس کی پابندی کرنی ہوگی جس طرح کہ یہ قول خدا
رسول اللہ کی بیبیاں مومنین کی مائیں ہیں اسی طرح یہ
حیات نبی بھی۔

اس سے پہلے معلوم ہوا کہ ازواج نبی کے مورد طرہ یعنی اور پردہ
باش آئیں غلات نشاء خدا و ستانی سر مندی رسول نبی کہ خداوند عالم کو
اپنے نبی کے گھر پر معاملات میں آئی فحش دہریہ کے ساتھ غلات و غلات
ہوتا چلا کہ آپ کو ان کے غلات کی بھڑ و پیدی معلوم ہوا کہ وہ
آپ کی روک روک کو سنی ان کا سنی کر رہی تھیں۔ اگر آپ ان کے
اصلاح حال ذکر کرتے ہوئے تو یہ ایسی غلات دہشہم پر مبنی ہوتی جو
منصب رسالت کے شایان شان نہ ہوتی خداوند عالم نے اپنے نبی کو
ان کے بارے میں کفر و کفر رسالت کرے تو قریباً اس کی
حسرت کو محروم ہونے سے بچانے کے لئے اس میں خود معاملات
کے ان کو سن دیا اور شادی کا تمہاری اس پر دیا باش اور پردہ
زندگی سے رسول پر مبنی کہ خدا بھی بے نیاز ہے اور اس نے دنیا
ہے کہ تم کو غلات دے کر گھر سے باہر کر سکتا ہے۔ پہنچاؤ کو عام
مردوں کی طرح شمار نہ کرو۔ اور خدا بھی ہونے کی وجہ سے تمہاری
ذمہ داریاں بہت زیادہ ہیں اور اس خیر سنی پر غفلت نہ کرو۔

یاد رکھو اس شریک بتی سے دی استفادہ کر سکتی ہے جو ذاتی مفادوں
 سے بھی بہرہ ور ہو۔ یہ شرک نہ وجہیت بنی اس کو ذریعہ تبلیغِ حسن
 کردار کی مالک ہو اور دی اس پر افرادِ مہلکات کر سکتی ہے جو ہر
 اس کے لئے اسرارِ الوہین اور شاد فرماتے ہیں کہ جس کے پاس حسن
 کردار نہیں اس کے لئے شرک نسبتی نہیں۔ قرآن اس پر شام ہے کہ
 بد اعمالی ہر ایک کے لئے قابلِ مواخذہ ہے جو ہر ایک حضرت آدم و حضرت
 نوح پیغمبرین خدا کے بیٹے اپنی با اعمالی کے سبب عذابِ خدا سے
 پرہیز کئے۔ خدا و رسول کی مخالفت کی وجہ سے جب مبتلائے مذہب
 ہوئے تو شرک نسبت پیغمبری ان کے کام نہ آیا۔ اسی طرح حضرت
 نوح و لوط کی بیویاں جب مبتلائے عذابِ خدا ہوئیں تو ان کو شرک
 نہ وجہیت پیغمبران کو اس سے نہ بچا سکا گو وہ خدا کے پیغمبروں
 سب سے زیادہ قریب تھیں مگر یہ قرب جسمانی تھی روحانی نہ تھی
 اتحاد ظاہری تھا اتحادِ بالہی نہ تھا۔ اس لئے شرک نہ وجہیت پیغمبرانہ
 بے کام نہ آیا۔

علوم ہوا کہ کسی کی اولاد یا بیوی یا ہم نشین ہونا اس دفت
 تک باعثِ فخر نہیں جب تک حسن کردار نہ رکھتا ہو۔ پھر ارشاد
 باری تعالیٰ یوں ہے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ لَسْتُمْ لَهُ عَالِدِينَ

رفتن فی سیرتک و لا تخرج من شریع الجاهلیۃ الا ان
 لے ہی اپنی بیویوں سے کہہ کر تم عام مردوں جیسا نہیں اپنے گھروں
 میں بیٹھو گا اردوں کی صورتوں کی طرف اور اگر سرت پھر وہ
 بیاد بھی فائدہ عام ہے اپنے شی کو ان کی انوار شکیں گدے
 اسلئے میں کہہ رہے ہوں کہ اگر اسی قبیلہ و قصب کے سب مردوں میں
 زبان ہی اپنی ناراضگی کا اظہار کیا ہے میں کا نشانہ ان کو خود کو
 کی قسم ہے خود کو دیکھنا ہے وہ خدا وندوں کو کیا پہچانتے گاہیں
 کہ صورت علی علیہ السلام نے عربی کہ تم میں سب سے زیادہ مت راہ
 پہچانتے والے وہ شخص ہے جو سب سے زیادہ خود کو پہچانتا ہے ۔
 یہاں بھی انوار ہی کے لئے اس قبیلہ و قصب کا اظہار میں وہ
 ہے کہ وہ بھی کی بہیاں ہونے کے باوجود کلمہ کے ساتھ ہونے
 ہش سے اجتناب نہیں کرنی انہیں اور کہ فردوں کی ضرورت ہوا ہے
 فنی دست مردوں کی مثل میں ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ یہی
 نہیں اس لئے باہم مبالغہ یعنی زیادہ ذکر کی مثال دی ہے
 اس لئے معلوم ہوتا ہے کہ ان کو ہر بابا شکیں حالت اسلام
 غنی گھر میں بیٹھنے کے اس بنا کی یہی حکم ہے یہ خود لکھتے کہ گھر میں
 میں بیٹھنے سے زیادہ ان کا رفت باہر گشت تھا ان کے رنگ
 دھنگ سے اسلئے نہ ہوں کہ بے فدی ہر ہی گئی کہ گھر میں

میں بیٹھے دیکھ رہے کہ سلامی زندگی کا فائدہ کیا ہے؟ سلامی کی
 ہی سلامی زندگی سے دور رکھنا۔ مثلاً یہ ہے کہ قرآن و احکام کی
 بیاباں ہر منہار سے فائدہ طریقے اور رہنمائی اسلام اور مثال سے
 ہونا چاہئے۔ کافر اور فاجر کی طرح قرآن و احکام کو فائدہ نہیں اس
 سے یہ بگڑا رہا ہے کہ وہ ازواج و بی بیوں کے باوجود حجاب و
 رسول کی پسندیدہ زندگی سے ناامید محروم نہیں اور زیادہ کفر کا
 طرز حیات اپناتے ہوئے نہیں۔ خدا کے اس طاقت سے ہر طرح کے علم
 سے ظاہر ہے جو خدا نے اپنے نبی کو ایک حاکم اور پیغمبر بنا دیا ہے ان
 کی شدت بے مثال ہے کی دلیل ہے اور خلافت رضی باہر تھکنے کی وہ
 بھی ان کا فخر و فخر کی طرح جو بن سوار کر جہاں اور جس کے یہاں
 جی چاہتا آتی جاتیں اور جب سن میں آتا گھر سے محل پرانی نہیں۔
 محرم و نامحرم اور پردہ کا ان کے یہاں سوال ہی نہ تھا۔ یہ رسم و
 رواج اور یہ رنگ و رنگ سراسر مثالی اسلام تھا جو انہوں نے
 بھی اپنا رکھا تھا۔ جب انہوں نے بھی یہ سلامی زندگی نہ چھوڑی
 تو گھروں میں بیٹھنے کا یہ زبان خدا بشکل آیات قرآنی ان کی سلامی
 مال کے لئے آیا جس سے ان کے بے محجوب کافر و فاجر کی طرح
 چہ نے پر پابندی لگائی۔ اس میں یہ پسو بھی مد نظر تھا جو حکم عورت
 ترسیں اور نقل پسند ہوتی ہے گھر سے باہر نکل کر بے پردہ و فوجوں

کے چار دستگیر شاہ باٹ کو دیکھ کر ان کی نفس اپنا کر گھر میں شرم
 کئے پر پٹا نہیں کا باغٹ ہے گی اور اس سے ایسے سہاواں کر گی
 جو اس کی استطاعت سے باہر ہونگے اور آپس میں باغٹ لڑنے لپٹے
 جیسا کہ پیر احمد کی اندھا می زندگی میں پیش آیا اور حضرت شاہ
 قاسم پانی کے اس شرم و حیا اسلام میں حضرت کا فہمی سربا
 ہے جو وقت بے وقت اور اصرار سے آنے جانے سے خیر کسی اشد ضرورت
 لکھ پر وہ خود لوں میں غلط غلط سے جناح ہونے کا قریب امکان ہے
 ان اندیشوں کی بنا پر خداوند عالم نے اندراج بنی کو گھر میں بیٹھے کا
 حکم دے کر اندر تمام مومن مردوں کو اس کا پانہ ہونے کا حکم دیا ہے
 بلکہ سن دیا ہے تاکہ غیرت اسلام کی صورت مروج نہ ہو اور مرد کی بالادستی
 بھی جو اس جگہ کے مقام میں ہے برقرار رہے۔

ازدواج بنی اصلی اثر علیہ السلام حکم کی پیروی کے لئے ظلمت عالم
 کی اس مہابت کا منتظر تمام مسلمان مردوں کو اسلام دشمن سماج کی
 گردن سے پھانسیا ہوا ہے مگر یہ مہابت حیات بنی کی ہی حدود و
 نہیں ہے بلکہ ان کی حیات کے ہر لمحہ اسی پابندی سے چلنے کا حکم ہے
 جیسا کہ آپ کی زندگی میں پابندی سے چلنے کا حکم ہے۔ اگر یہ حیات
 بنی جو بھی اس حکم خدا کی مخلوق سے کی کر گی خود رسول کی اطاعت سے
 عمل جانے لگی اور اس انداز ہرے خطاب کی سنتوں ہوگی جس کا کرنا

کیا ہے۔ اسی لئے یہ وفات پہلے اللہ لوگوں نے آپ کی زندگی میں
 سودا کے تمام بیج کو گھوڑوں نہیں جانیں کہ اگر وہ بیج کو گھوڑوں
 پا پے نے یہ بیج کو گھوڑے کے لئے اس گھوڑے سے باہر نکالیں
 جس میں لکھے ہوئے ہیں گھوڑے کی اور گھوڑے کی چنانچہ اب
 یہ بیج کو گھوڑے کی اس بیج سے باہر نکال دیا
 مسلمان عورت کے پاس اس سلسلہ میں رسول خدا ﷺ ہیں جو
 عورت بہتر سخت عورت اور بغیر اجازت شوہر دلی گھر سے باہر جانی
 ہے تو گھر واپس آنے تک خدا اور ملائکہ اس پر عورت کیسے ہیں
 آپ فرماتے ہیں جو عورتیں بن سدر کر اور خوشبو لگا کر گھر سے نکلتی ہیں
 اگر وہ اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر کہیں آتی جاتی ہیں تو قسم قسم پر
 اس لئے جہنم کا دروازہ کھولتی ہیں اور اگر اس کی رضی سے گھر سے
 باہر نکلتی ہیں تو ان کے شوہر کو اگر دیوث کہا جائے تو بجا نہیں، اگر
 وہ دیوث نہیں ہیں حقیقت میں اس سلسلہ میں یہ واقعہ بھی درپیش
 سے خالی نہیں ہے چنانچہ

- سبط ابن جوزی نے ایک روز جمعہ کثیر میں برسر منبر دعویٰ
 کیا کہ جے جو پوچھنا ہو مجھ سے پوچھ لے میں از میں دآسمان کے نام
 رازوں سے واقف ہوں تو ایک عورت اگلی مجلس جمع میں
 کسی گوشہ میں بیٹھی تھی اور سوال کیا اس ردا میں کے بارے میں

دنیا بکھا خیال ہے کہ حضرت علیؓ و اہل بیتؓ مسلمان قاری کی فکر
 میں نہ کرنا۔ رات میں یہ بات پہنچ گئی تھی اور ان کی خبر د
 فطین کی۔ اس نے جواب دیا درست ہے۔ پھر اس روایت
 کے بارے میں کہا کہ یہ کہ خلیفہ ثالث نہیں ہو سکتا۔ اس کے
 علاوہ امیر المؤمنینؓ مدینہ میں تشریف لے گئے اور وہاں رہتے ہیں
 پھر وہ امیر المؤمنینؓ کا کوئی فعل درست تھا اور کوئی غلط
 پس گزشتہ خبر کے منکر نہیں کر دے اگر تو اس میں اپنے
 شریک کی اجازت سے کیا ہے تو اس پر لعنت اور اگر اپنی مرضی سے
 آئی ہے تو تم پر لعنت ہے چھک یہاں آگئی۔ یہ اس وقت ہے
 کہا گیا ہے یہ وہ شخص ہے کہ اہل المؤمنین کا گھر سے نکلتا ہے
 میں آتا ہے؟

ازواج نبی در وسط تحریم

اس میں بعض ازواج نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی باقیاء
 سرگرمیوں اور گہری فکر خداوندہ نام کی باتیں دیکھی گئی ہیں کہ
 تہذیب ان کی سرکشی کا آئینہ دار ہے۔ ان کے سر پر خمر افروز
 درگزر سے بچا جائے۔ انھوں نے جو کچھ کہہ سنا ہے اس کو کافی موقع
 انھوں نے دیا ہے۔ یہ دیکھ کر خداوندہ نام کی باتیں دیکھ سکتی

کے لئے مداخلت کی اور سورۃ قمریم کی آیتوں میں ہدایات ہماری
میں

بِاِذْنِ اللّٰہِ لِمَا حَرَّمَ اللّٰہُ وَفِی قَبْلَتِیْ
اِنْ وَاَحَدُکَ

اے ہمارے بھائی اس غصے کو کہیں حرام کر رہے ہیں اور خدا
تبارک نے حلال کیا اپنی بیویوں کی خوشنودی کی طرف سے۔
قرآن کے اس سورہ کا سبب نزول مفسرین قرآن نے اس طرح
بیان کیا ہے کہ رسول اللہ نے اپنے دونوں بیویوں میں نفرت کو دیا
تھا چنانچہ ایک روز حضرت عیسیٰ کے بیان قیام کا دن تھا مگر اس روز
وہ اجازت لے کر اپنے باپ کے بیان چلی گئیں۔ آپ نے مار پیٹنا
حضرت ابراہیم کو جنہیں بادشاہ اسکندریہ نے بطور تحفہ آپ کو دیا تھا
عمرہ حضرت حفصہ میں ان کو بلایا تھا۔ جب یہ دیکھیں کہ آپ ان
کے حجرہ کا دروازہ اندر سے بند تھا اسے کھٹکٹایا جب دروازہ
کھلا تو انہوں نے آپ کو اور مار پیٹنا دیکھا یہ دیکھ کر روئے
پٹنے لگیں اور کہا کہ مار پیٹنے کو میری گھر دہلی تھا ایک
بونڈی کے لئے اور میرا گھر۔ پس کو آپ نے فرمایا خدا نے اسے
میرے لئے حلال کیا ہے۔ اگر تم کو اتنا ہی ناگوار ہے اور پسند نہیں
ہے تو میں مار پیٹنے کو اپنے اوپر حرام قرار دے دیتا ہوں مگر دیکھو۔

بات کسی سے نہ کہتا نہ اس کا ذکر کرتا

حضرت نے اس کا رد کیا چنانچہ ان کے اور حضرت عائشہ کے درمیان کا اڑھا دستا نہ تھا انھیں اور اپنے طور حضرت عائشہ کے درمیان کی دیوار سیٹی۔ انھوں نے اپنا وردانہ کھولا اور حضرت عائشہ کو اندر بلا دیا تو حضرت عائشہ نے حضرت عائشہ سے کہا کہ میں تم کو یہاں لے کر رسول اللہ نے اسے پہنچا کر اپنے لئے حرام کر دیا تو سات دن تک تم سے چھٹکا رہا۔

جب رسول اللہ حضرت عائشہ کے گھر تشریف لائے تو انھوں نے اپنے انگوٹھوں میں اثاثہ اور کتا پر سے سارا فقہ جم آپ کے اور حضرت عائشہ کے درمیان بٹا دیا تب یہ سورہ تحریم نازل ہوئی یعنی اپنی بیوی کے خوشنودی سزاؤں کے لئے خدا کی حلال کی ہوئی شے کو کجوں میں کر دیا۔ اسے نفی نہ خود داند کہ کثرت اسلام و جاری نے غفلت کیا ہے اور کچھ صاحبان کتب نیز ان اس کا سبب لڑائی اٹھ رہا ہے کہتے ہیں۔

رسول خدا کا یہ معمول تھا کہ وہ نہ ہوتا صبح اپنی بیویوں کے سامنے سے پر جا کر احکام خدا بیان کرتے تھے آپ کی بیوی حضرت زینب کے پاس کچھ خود رکھا ہوا تھا میں دیکھتا ہوں کہ وہ بچے تھے تو وہ آپ کے لئے اس کا خربہ جا کر پیش کرتی تھیں آپ

قیام آپ کے یہاں زیادہ ہے۔ یہ بات درود کی یہاں کوئی
 حق مگر سب سے زیادہ یہ بات حضرت عائشہؓ کو یاد تھی
 چنانچہ ایک بار وہ لوگ ملے پتے کیا کہ ہم یہاں سے رسول اللہؐ
 یہاں شریعت پا کر آئیں تو ان سے کہے کہ آپ کے نسخہ میں مخالفین کی
 روئے ہے اور درمیری بیویوں نے بھی یہاں آپ حبیب کے
 یہاں آئیں اور وہ بھی یہی کہیں۔ مخالفین کا یہ بات ہے جس کے
 چہرہ میں بہ ہوئی ہے جو بہت عجز و غم ہوتا ہے۔ رسول اللہؐ
 و مشور کو بہت پسند کرتے تھے اور اس سے کثرت پر ہیز کرتے تھے
 اور میری آئیں اور بہ ہیز کرتے تھے۔

ایک روز آپ اپنی بیوی زینب کے یہاں سے عرب رسول
 شریعت پا کر پہلے اپنی بیوی سہرہ کے یہاں آئے تو انہوں نے رسول
 رسول اللہؐ سے محبت نہ کیا تھا۔ یہ جو بہت بڑا گناہ ہے لہذا کہہ دیا
 یہاں سے جب حضرت عائشہ کے گھر گئے تو انہوں نے اپنی ہاک پر
 غبار کہہ کر بات چیت کی۔ یہ دیکھ کر حضرت نے سلام کیا کہ یہاں
 رہ رہی ہو گھا آپ کے نسخہ سے مخالفین کی یاد رہی ہے۔ آپ نے فرمایا
 مخالفین نے استعمال ہی نہیں کیا۔ لہذا زینب کے یہاں شہد کا
 شریعت ضرور چلا ہے تو حضرت عائشہ نے کہا کہ شہد کی گتھوں نے اس
 پہول چونا ہو گا۔ اس کے بعد جب حفصہ کے گھر پہنچے تو انہوں نے

میں اپنی بات کہتا ہوں کہ یہ سب سچ ہے اور میں اس سے
 کسی بدنامی کا ہے اور وہ حضرت عائشہؓ کے بارے میں ہے
 میں کہتا ہوں جب آپ نے وہ دونوں عورتوں سے ایک بات کہی تو انہوں نے
 اپنے لئے خدیجہ مرام کے لئے لیا ہوں۔

اس وقت حضرت عائشہؓ فرمایا کہ میں نے اس میں اس میں
 سے باپ کو ہونے والی باتیں سنی ہیں سے نکاح کا طریقہ بھی بتا دیا ہوں
 بلکہ حرمت سے پہچان بھی لگائی ہے۔

اس سے یہ معلوم ہوا کہ پیغمبر اسلامؐ اپنی زندگی میں کبھی کسی
 عورت سے منسوب نہیں ہوا اور اس سے وہاں کے ان لوگوں کے لئے ہوا
 دونوں کے کذب بیانی بیان تراخی سب کو رد کرتا ہے۔ غیانیان
 صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کی معرفت میں کہ ذکر قرآن پاک
 میں اس میں ہے۔

اذا استرأنتی اری بعض از واجہ حدیث
 جب میں اپنی کسی عورت سے اخلاقی بات کہنے میں
 میں نے معاملہ میں باپ کے جیسے مرام قرار دے کے ہاں میں
 صرف وہ لوگوں کے درمیان لگتی اور حضرت عائشہؓ سے چھپانے کا حکم
 میں ہوتا ہے اپنی پہلی بات کو بتا دیا اور رسول اللہؐ سے
 کہیں کہیں یہ کہہ رہے ہیں کہ ان کو معلوم نہیں کہ میں نے

خداوند عالم نے ہم پر یہ میرٹس اپنے نبی کو اس سے مطلع کر دیا تو آپ
نے صرف کو وہ سب کچھ دجایا جو انہوں نے حضرت مالک سے کہا تھا
مگر اس میں سے کچھ ہی جابا کہہ کر آپ کے علم و قدرت نے انہیں
زیادہ پشیمان و شرمندہ کرنا پسند کیا اور خاموشی اختیار کر لی
اس لئے کہ ان کی انہی بات سے خیانت و دروغ بینی ثابت تھی۔ یہ انہی
کو لگا بہت دیکھئے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کہ تمام مومن نہایت
ادا کر کے بھی بیویوں کی اطاعت ہی سے محروم نہیں مگر ان کی رشتوں
کا شکار بھی ہیں جس کے لئے کذب بیانی اور پروازی سے بھی گریز
نہیں کیا جاتا حالانکہ خداوند عالم نے لوگوں کے لئے استیصال
قواموں علی التمام یعنی مردوں کو اپنی بیویوں پر حاکم و
حیثیت حاصل ہے۔

ہر بیوی کو اس کے شوہر کی اطاعت واجب قرار دینے کی
ہے اس کو خوش رکھنا اس کا فرض ہے۔ اسلام ہی نہیں تمام
مذہب و ملت میں عورت کا اپنے شوہر کو خوش رکھنا اور اس کی
فرمانبرداری کرنا لازم ہے اور نظر ثانی ہر مرد اپنی بیوی سے اطاعت
طالب ہے۔ نبی خدا تو پھر بھی نبی ہیں جس کی اطاعت بیوی ہی نہیں
بلکہ ہر مرد و عورت پر واجب ہے مگر ازواج نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
ہیں کہ ایسی نڈر اور ناقدر شناس ہیں کہ ان کی نگاہ میں آپ کی کوئی

دخست ہی معلوم نہیں ہوتی ان کو عام ان دنوں سے بھی کٹر مبینی ہیں
 ہیں رنگ و رنگ سے ہی چاہتا ہے ستانی ہیں معلوم ہوتا ہے کہ ان
 محلہ سے ہر ایک آپ اپنا طریقہ و فرمایاں دار دیکھتا چاہتی ہیں صبا کہ
 قرآن بیان کرتا ہے جب خدا کے رسول نے حضور کو یہ بتایا تو اس نے
 گھبرا کر آپ سے معلوم کیا کہ کچھ نے آپ کو بتایا تو آپ نے فرمایا
 خداوند عالم نے جو ہر شے کا جاننے والا ہے اور اس سے باخبر ہے اس
 ہاں آپ نے حضور کو اطلاع دینی چاہتی تھی

استیجاب میں عقبہ میں حاضر سے رسالت چکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 حضور کو اطلاع دینی اور فخر کو جب معلوم ہوا تو انہوں نے یمن
 کو اپنا سر پیش کیا

اور دوسری کن اہل میں اس طرح منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے چچا اور حضور کو اطلاع دینی اور اس کے
 باپ کے گھر بھیجا۔ اس کا باپ اس پر غضبناک ہوا اور سخت سزا
 دینا اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کا ہر کرنا ہوتا تو
 تجھے طمان کیوں دیتے اور اس بارہ میں یہ خیال کہ اس میں عاقل
 ہی تو براہ کی شریک نہیں وہ اس سزا سے کیوں نکلا۔ یہ وہ
 انہیں جان کیوں نہ ہوئی تو اسے خداوند عالم نے اپنا استیجاب
 کی بنا پر پانچ بی بی کے حضور میں وقت کے لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ

کہ سپرد کر دیا جے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو بیان کیا
 ہے کہ اے علیؑ تیرے بعد میری جگہ پر میری جگہ سے جلائی
 دیہ دگے وہ میرے خزانہ زرہیت سے نکل جائے گی جیسا کہ یہ نہیں
 کیا ان لوگوں میں بھی درج ہے اس کا انکشاف جنگ میں یہ ہوا
 پھر ان دونوں کے لئے قرآن میں ارشاد باری تعالیٰ ہے
 ان فتوربا الی اللہ فقد صفت فلو یکما اگر تم دونوں
 اپنی غلطیوں سے توبہ بھی کرو تو تم بھی تمہارے دونوں کا پیر چاہیں
 نہ جائے گا یعنی اے عفو و عالتہ اگر تم دونوں رسول خدا کو توبہ
 سے توبہ بھی کرو تو تم بھی ان کی مخالفت اور ان کو مستانے کی کجروی
 میں کوئی فرق نہ آئے گا نہ کوستا نہ چھوڑ دگی۔ یہ ان کے بارے
 میں خدا کے علام الغیوب کا قول ہے کسی انسان کا نہیں جو دلوں
 کی دھڑکنوں اور ارادوں کو جانتا ہے ان کی توبہ کو بھی ایک ٹھونک
 بتایا ہے ایسی دشمنی قلب اور بے قدر جو یوں کے ساتھ نہاد کتا
 آپ کا کام تھا۔ آپ کی گھر طرز زندگی میں خداوند عالم کی اس طرح
 دخل اندازی آپ کی بے بسی اور ان کی سرکشی کی دلیل ہے جس میں
 کسی تاویل کی گنجائش نہیں چنانچہ
 صحیح بخاری میں لکھا ہے کہ ابن عباس بیان کرتے ہیں کہ میں
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے معلوم کر دیا کہ میں

مورنوں کو ذرا ان میں تیز سے دل والی بتایا ہے وہ کون ہیں ؟
 اتفاقاً میں اور حضرت عمرؓ ایک مرتبہ حج کے لئے ہمسفر ہوئے ۔
 ایک روز وہ روضہ کو رہے تھے ۔ عید نے ان کے سامنے کھڑے ہو کر
 پوچھا کہ اس قول خدا میں کیا کہ تم دونوں کے دل ایسے تیز ہیں کہ
 یہ تو یہ بھی تیز ہے ۔ سچے وہ کون مورن ہیں ؟

زہری کا کہنا ہے کہ حضرت عمرؓ نے ان کے اس سوال کو بہت
 تاہنہ کیا اور کہا کہ ابن عباسؓ ، تم ایسی باتوں سے باز نہیں
 آتے ۔ پھر انتہائی غمزہ ہو کر کہا وہ دونوں عصفہ و عائشہ ہیں
 اسی طرح سند احمد بن حنبل میں لکھا ہے ۔

پھر خداوند عالم سخت غنا بہہ عصفہ کے لب و لہجہ میں حضرت
 عصفہ و عائشہ دونوں کو بڑوں خطاب کرتا ہے
 اگر تم دونوں پہلے کی مخالفت میں ایک دوسرے کی پشت
 پائی کر دو گے تو خدا جبریلؑ اور صالحؑ المؤمنین اور اس کے ہم
 ساتھ ان کے ناصر و مددگار ہیں ۔

خدا و جبریلؑ و ملائکہؑ تو جانے پہچانے ہیں مگر صالحؑ المؤمنین
 کون ہے جو جبریلؑ و ملائکہؑ جیسی مقدس درجہ رکھنے والے ہیں انہی
 کے بارے میں خدا فرماتا ہے کہ وہ وہی کہتے ہیں جس کا ان کو حکم پڑا
 جلتا ہے ۔ عذراہ حکم خدا کے ۔ وہ خالی ہیں مگر نئے و خدا و رسول کے

کون صالح المؤمنین ہے جسے بجز اطلاع و اطلاع رسالت کی خداوند عالم نے اپنے جان نثاروں اور مددگاروں میں شمار کیا ہے۔ جبریل کے درجہ بدش ملائکہ سے پہلے اس کا ذکر کیا ہے۔

معلوم ہوا کہ یہ صالح المؤمنین اطلاعات الہی میں ملائکہ سے بہتر درجہ پر ہے اس لئے اس کا ذکر ان سے پہلے ہے۔ آخر یہ کیا اہم ملائکہ جنگ ہے جس کے لئے خداوند عالم جبریل قادر و توانا جبریل صالح المؤمنین و ملائکہ مقربین مقابلہ کے لئے تیار ہے کہ یہ مقابلہ چند سرکش ازواج بنی اسرائیل علیہ دالہ دلم سے ہے مگر اس کے پس پردہ اسی کوئی طاقت کار فرما ہے جس کے لئے اتنی سخت دھمکی دی جا رہی ہے۔ کسی امکانی طاقت کو برسر عمل لانے کے لئے نظر انداز نہیں کیا گیا۔ ملائکہ سے تو سب متعارف ہیں لیکن یہ صالح المؤمنین کون ایسی مقدس کہنی ہے جو ایسے نازک وقت پر خدا کے شمار کردہ مددگاروں میں سے تھا۔ ملائکہ گروہ ملائکہ کی طرح پیدا ہوئے۔ مؤمنین کا ذکر ہونا چاہئے تھا مگر صرف ذکر صالح المؤمنین پر اکتفا کی گئی ہے جس کا یہ مطلب ہے کہ یہ تہنہ صالح المؤمنین ہونے کی وجہ سے کوئی درانی ہے۔ اب یہ دیکھنا ہو گیا کہ اسے مؤمنین میں تلاش کریں جسے خدا نے اپنی مدد کے لئے منتخب کیا ہے۔ انسانوں نے نہیں وہ بھی امیر المؤمنین ہونے کی حیثیت سے چنا ہے۔

تفسیر طبری میں ابن عباس سے منقول ہے کہ صراح المؤمنین میں کا
 ذکر قرآن میں ہے وہ حضرت علی علیہ السلام ہیں اور
 تفسیر شروہ الشریعہ میں سدید صہبائی نقل کیا ہے کہ انھوں
 نے امام محمد باقر علیہ السلام سے بیان کیا ہے کہ صراح المؤمنین حضرت
 علی علیہ السلام ہیں جن کو رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب کو پہنچا دیا ہے
 ایک مرتبہ میں کنت مولاء فہذا علیؑ مولانا یعنی میں کا ہیں
 مولانا ہوں یہ علیؑ بھی اس کا مولانا ہے جس طرح میں اور دینا دینا
 میں لوگوں کا مالک ہوں میرے بعد اسی طرح علیؑ بھی ہیں
 دوسری مرتبہ اس وقت جب لوگوں نے معلوم کیا ہے جس
 وقت خدا نے فاتح اللہ مولانا وصاۃ المؤمنین فرمایا اور
 ازواج نبیؑ اشر علیہ والہ وسلم کو دیا یا
 اس سے معلوم ہوا کہ اسیر المؤمنین حضرت علیؑ کے لڑکا کا
 عطا کردہ خطاب ہے۔
 پھر اس طرح ارشاد باری تعالیٰ ازواج رسول اللہ ﷺ کے
 لئے ہے۔

عسیٰ مرتبہ ان طلقن ان یبذلنہ انہذا جا خیر
 ممکن ۱۶

خدا کے لئے یہ بہت آسان ہے کہ اگر نبیؐ کو طلاق دے دیں

و انہیں نہ سے کہیں بہتر جویاں دیدہ سے جو سلطان بھی ہوگی مومن
 بھی۔ ان کی دل سے مستعد اور خوش مزاج اور ہر شخص کے مومن سے
 پرہیز کرنے والی خلوص دل سے نو بہ کرنے والی اپنی تعلیموں پر تمام
 ہونے والی اور عبادت گزار خدا پرست کی زبان پر خواہ وہ مظلوم
 ہوں یا باکرہ۔

نظام اس میں خطاب تمام ازواج و رسول سے ہے لیکن
 معقولہ اپنی حضرت حفصہ اور عائشہ سے ہے اور یہ سلسلہ خطاب بھی
 ان ہی سے تعلق اور سب سے یہ خطاب فقط ماتقدم کی بنا پر ہے
 یعنی ان میں سے کسی کو ایسی جرات نہ ہو۔ اس کے علاوہ یہ خطاب
 نافرمانی و کفر سے مشروط ہے لہذا اس کا تعلق نافرمان و سرکش
 یوں سے ہے جو ایسی نہیں وہ اس سے مستثنیٰ ہیں۔

یہ کلام خدا جو اس قدر عتاب و غضب سے بھرا ہوا ہے نبی
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعض ازواج کی ایسی خفیہ سازشوں اور
 منصوبہ بند باغیانہ سرگرمیوں کا منظر ہے جس کی اہمیت خداوند عالم
 کے اس میں دخل انداز ہونے اور وہ بھی اس غضب و عتاب
 کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انتہائی کج روی و بے بسی کی
 واضح دلیل ہے۔ عقل حیران ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ان
 بیویوں کے عتاب کے سلسلہ میں خدا کے قادر مطلق ہوتے ہوئے

بھی ان کو اپنی ظاہری و باطنی طاقت کی اس طرح دھمکی کیوں دی
 صلاح کو اس نے پوری پوری ہستیوں کو نصیحت دینا یاد کرنے اور سرکش و
 نافرمان امتوں کو کہیں ڈرہا کہیں زمین میں دھنسا یا کہیں نہ مٹیوں
 کے ذریعہ ہلاک کیا کہیں برقی زبانوں سے دریا لاکیا مگر کسی کے پاس
 میں اپنی اور صلاح کو اور حیرتیں و صانع الوہیں کی مشن کر طاقت کا
 ذکر کسی ذکر یا صرف تمنا اپنی ملقا کے مطابق نزول عذاب دینا کیا
 اور یہ طریقہ کار حضرت نوح و لوط کی بیویوں کے لئے بھی درج کیا ۔
 صلاح کو وہ بھی اپنے شوہروں کی نافرمانی تھیں اور خدا کی بھی باغی تھیں
 اور اپنے شوہروں کے لئے سہ وقت کا سوہان روح تھیں اور دن و
 رات کا مستقل آزار دہنی ہوئی تھیں کلمہ کھلا کا فر اور دشمن ابھان تھیں
 اس کے بار جو دان کے مشن یہ دکھا کہ وہ اکیسی تھیں کہ بعد تو یہ بیاں ان
 کے دل پیڑھے رہیں گے ان کو اپنی اس طاقت سے دھمکا یا جس سے
 از دواج پیلے کو ڈرایا ہے حالانکہ بظاہر ان سے بدتر اور کھٹکنا
 تھیں ۔

قابل خورار ہے کہ بظاہر اس معمولی سی مازخشی کے پیچھے
 خراپے کون سے خطرناک عوامل کا رزنامہ تھے جنہ کے سبب قبیح بے سود
 اور مفلوج کی دھمکی و دوسری اصل مصفات بیویوں کی فراہم اور اپنی ہر
 امکانی طاقت کا ڈراؤ فائز ان کے اس زعم باطل کو باطل کرتا ہے

اس کفر و شرک کے مالک یا مول میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ
 جیسی مسلمان بیڑیاں مل ہی نہیں سکتیں اور میں بھی گنہگار
 ہی نہ ہوں گی، اس لئے خدا نے اپنے رسول کو بیڑیوں کے بارے
 کے ذاتی محاسن و صفات مجیدہ کا ذکر کرنا ضروری سمجھا
 کی غلط فہمی دور کرنے کے لئے بھی درجہ ان کی نثر بھی کام
 کافی تھا بیان صفات کی کوئی ضرورت نہ تھی۔

سورۃ تحریم کی یہ آیات سرزنش متخلل بازو داغ نبی صلی اللہ
 وسلم عجیب پے چیدہ مسئلہ ہے اس لئے کہ دیگر اخبار یا اس
 بر خلاف خداوند عالم نے اپنے کسی نبی کی ازود امی زندگی
 نہیں دیا نہ ان کی بیڑیوں کو بیا د جود مخالف ہونے کے
 کی دھمکی دی یہاں بالکل برعکس حقیقت ہے اس کی وجہ
 ہے خدا ہی بہتر جانتا ہے۔ بظاہر الفاظ آیات سے تو یہی
 ہے اس میں سن گھڑت کا سوال ہی پیدا نہیں
 رت سورۃ تحریم قرآن میں یہ حالات موجود ہیں۔

اہل بیت

بحیثیت معجزہ

فمن حاجك فيه من بعد ما جاءك من العلم فقل
 تعالوا نdiscuss ابنا لنا وابنا لكم ونسا لنا ونسا لكم و
 النفسا والنفسكم ثم ثبتم على فجعلى لعنة الله على
 الكاذبين

اے نبی تمہارے پاس علم آنے کے بعد حضرت عیسیٰ کے بارے میں
 اگر کوئی بحث کرے تو اس سے کہو کہ تم اپنے بیٹے لاؤ اور ہم اپنے بیٹے
 لائیں تم اپنی عورتیں لاؤ ہم اپنی عورتیں لاؤ تم اپنے نفس لاؤ ہم اپنے
 نفس لائیں پھر خدا سے دعا کریں کہ محمدؐ کوں پر لعنت ہو۔ اس
 مبارک کے بارے میں

شیخ مسلم دہلوی لکھتے ہیں کہ پیغمبر اسلام نے حسن و حسین و
 فاطمہ و علیؑ کو بلا یا اور فرمایا کہ خداوند عالم یہ میرے اہل بیت ہیں۔
 حاکم صاحب مستدرک لکھتے ہیں کہ جابر بن عبد اللہ انصاری
 بیان کرتے ہیں کہ انفسا سے مراد حضرت علیؑ اور ابنا سے مراد
 حسن و حسین اور نسا سے مراد حضرت فاطمہ علیہم السلام ہیں
 ابن عباس بیان کرتے ہیں کہ انفسا کے تفسیر ان کا ایک گروہ

سوں اثر کی خدمت میں آیا اور کہا آپ ہمارے صاحب کے پاس
 میں کیا کہتے ہیں ۹۔ آپ نے فرمایا وہ کون ہے۔ انہوں نے کہا
 حضرت عیسیٰ۔ ان کے پاس میں آپ کا کیا خیال ہے۔ کیا آپ
 گمان کرتے ہیں کہ وہ خدا کے بندے ہیں۔ آپ نے فرمایا اگر گمان
 درست ہے تو انہوں نے کہا کہ آپ حضرت عیسیٰ اور کوئی دعا
 یا آپ دے دیے ہی کہہ رہے ہیں۔ یہ کہہ کر وہ اٹھ کر چلے گئے تو حضرت
 جبریل آپ کے پاس آئے اور کہا کہ وہ لوگ آئیں آئیں تو ان سے
 کہنا کہ خدا کے نزدیک حضرت

دوسری روایت میں اس طرح بیان کیا ہے کہ ایک گروہ
 نصاریٰ نے نجران کا آپ کی خدمت میں آیا ان میں سے ایک شخص
 نے کہا کہ کچھ خدا کے بیٹے ہیں۔ اس لئے کہ ان کا کوئی باپ نہیں۔
 دوسرے شخص نے کہا بلکہ وہ خود خدا ہیں کیونکہ وہ مردوں کو زندہ کرنے
 تھے اور غیب کی باتیں بتلنے اندھوں اور کورھوں کو اچھا کرنے
 اور مٹی سے پرندہ بناتے اور لے اڑاتے تھے۔ آپ پھر بھی ان کو
 خدا کا بندہ بتاتے ہیں۔

پس سرور خدا نے کہا وہ خدا کے بندہ اور اس کا پاک کلام
 تھے جو حضرت مریم کی طرف الفا ہوا تھا۔ یہ سکر وہ عصفہ ہوئے اور
 کہا اسے ہم بھی تسلیم نہ کریں گے جب تک آپ یہ نہ کہیں گے کہ وہ خدا تھے

اگر آپ سچے ہیں تو ہم کو اب کوئی اور بندہ خدا جانیے جو مردے کو زندہ کرے اور زندہ کو مردہ کرے اور کھانے کو اچھا کرے مٹی سے پرندے بنائے اور اسے اڑائے۔

مرد لہو پہنکر خاموش ہو گئے تو دھیمی نازان مہرلی کراٹھ نکلائے آپ سے فرماتا ہے کہ وہ لوگ کافر ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ ہمیں ہیں سریم خدا ہیں حالانکہ خدا فرماتا ہے کہ میں نے اپنی مثال آدم بھی ہے میں کو بھی ہے پیدا کیا ہے۔ اگر تم سے وہ لوگ اس میں جھگڑا کریں جیکہ تم پر علم آچکا ہے تو ان سے کہو کہ ہم اپنے بچے اور عورتوں اور نفسوں کو بلائیں اور تم بھی اپنے بچے اور عورتوں اور نفسوں کو بلاؤ اور بھڑکا کر میں کہ خدا تمہارے پرست کرے اور تمہارا پالاکر تمہارا سلام قبول کرے کہ وہ خدا مجھے حکم دیتا ہے کہ تم سے مباہلہ کروں تو انہوں نے کہا ہم کھلی آئیگی چنانچہ وہ دوسرے مرد ہو گئے۔

مگر ان کے ساتھ دیکھ کے کتے: عورتیں: کوئی انہیں انگریزوں جانا نہیں دیکھیں اور حضرت فاطمہؓ حضرت علیؓ کو کسے کہ مقام مباہلہ میں پہنچے جہاں وہ لوگ موجود تھے ان کو دیکھ کر ان کے سب سے بڑے عالم نے کہا میں دیکھ رہا ہوں اگر یہ لوگ اللہ سے دعا کریں کہ یہ بیٹا اپنی جگہ سے ہٹ جائے تو وہ توڑا مٹ جائے گا۔ انہوں نے تو ان سے مباہلہ کرتے کر رہے تھے کہ انہوں نے انہوں نے بانی دیکھی

تہ انہوں نے کہا ہم مباہلہ نہیں کرتے۔
 مباہلہ ایک ایسا واقعہ ہے جس کے ذریعہ میں کسی کو خداوند
 نہیں نہ شرکا، مباہلہ میں اختلاف ہے۔ پرستشہدیم کرتے ہیں کہ اس
 میں رسول اشراۃ حسین و حضرت فاطمہ اور حضرت علی علیہ السلام
 کے علاوہ کوئی اور نہ تھا۔ اس بزم مباہلہ کی سجادت کی جو ترتیب
 خدا نے قائم کی تھی رسول خدا نے بعینہ وہی ترتیب قائم رکھی اپنی بیٹے
 بیٹے پھر عورتیں پھر نفوس۔ اس طرح کہ امام حسینؑ آپ کی آغوش مبارک
 میں اور امام حسنؑ آپ کی انگلی پکڑے اور حضرت فاطمہؑ آپ کے پیچھے اور
 ان کے پیچھے حضرت علی علیہ السلام تھے جب کہ حضرت سلمان فارسیؑ نے
 بیان کیا ہے جو مختصر مباہلہ کچھ گھر اس میں ایک بات قابل غور ہے
 کہ شرکا مباہلہ کی تعداد آیت مباہلہ کے مطابق نہیں ہے اس لیے کہ
 اس میں ابنا اثنا و ابن اثنا و انفسنا کے الفاظ آئے ہیں جو
 ایک اور دوسے زیادہ کے لئے کہے جاتے ہیں مگر پیغمبر اسلام نے
 مطابق حکم خدا ترتیب تو دی رکھی لیکن تعداد اپنی مرضی کے مطابق
 رکھی اور اشخاص بھی اپنی مرضی کے لئے یعنی بیٹوں کی جگہ ذرا سے
 اور اپنی عورتوں کی جگہ بیٹی اور نفوسوں کی جگہ صرف حضرت علی علیہ
 السلام کو لیا حالانکہ حضرت حسن و حضرت حسین حضرت علی علیہ السلام
 کے بیٹے تھے اور حضرت فاطمہ ان کی بیوی اور ان کی عورت تھیں۔

ملا کہ قرآن میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیویوں کو ان کی عورت
 کہا ہے جیسا کہ باتنام النبی آیا ہے مگر یہاں آپ نے حضرت علی
 علیہ السلام کی بیوی کو اپنی عورتوں کی جگہ منتخب کیا ہے جس کے معنی یہ
 تھے ہیں کہ ازواج نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کی عورتیں تھیں جو اس
 قدر محبت کی مالک تھیں جن کی مبالغہ کو ضرورت سمجھی نہ تھی
 صلی اللہ علیہ وآلہ کی طرح پیدا ہونے والی تھیں۔ خاک کی
 ان عورتوں کا انتخاب مثلاً خدا تھا۔

یہاں یہ کہنا بھی ہے جانا ہو گا کہ یہ سب شرکاء مبالغہ ان حضرت
 ابو طالب کا کہنا ہے جن کے ایمان کو مسلمان تسلیم کرنے کو دیا نہیں
 حضرت امام حسن و حضرت امام حسین ان کے پوتے اور حضرت علی
 علیہ السلام ان کے بیٹے اور حضرت ذی طہ سلام اللہ علیہا ان کی بہو ہیں جو
 خداوند عالم نے اپنے رسول سے مبالغہ میں کثرت معجزہ پیش کر الیہ
 مگر علی و انصار علی نہ بیٹے لائے نہ عورتیں نہ نفس۔ آخر آپ کہیں ہے
 کیا ان کے پاس بیٹے عورتیں نفس نہ تھے۔ اگر نہ تھے تو ان کو ہی دلو
 کیوں دی گئی۔ کیا یہ علم خدا میں نہ تھا کہ وہ مہرب ہیں اور بیوی
 مذہب کے مطابق اپنی زندگی خدایات علیہا کے لئے وقف کر چکے ہیں
 ان کے لئے بیوی بچوں کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ اسی طرح پہلے
 اسلام کو بھی ان کے مثل مبالغہ میں جانا چاہئے تھا کسی کو ساتھ

لیجائے کی ضرورت نہ تھی جیسا کہ انبیاء کا طریقہ رہا جب ان کی تکلیف
 ہوئی اور صداقت کے لئے معجزہ ظہور کی ضرورت آئی تو وہ تمہارے لئے
 کوئی عورت ساتھ لگئی نہ کچھ نہ کوئی نفس نہ ان کو ایسی ہدایت کی گئی
 مرنے کے لئے کہ ان کی صداقت کی ناقابل تردید دلیل قرار دیا گیا لیکن
 پیغمبر اسلام کے لئے اس کے برعکس ہے یعنی وہ توں دیکھوں نفس نہ تھا
 دوسروں کو ہمیشہ معجزہ پیش کئے گئے اور ان کو آپ کی صداقت کی
 دلیل ٹھہرا دیا جس کے رد میں لگنے کا موقع ہی نہ آیا۔ اس طریقہ
 معجزہ ظہور کا خیر کسی اور نبی کو میسر نہ ہوا نہ حضرت نوح کے سینہ
 پر نہ حضرت صارک کے ناکہ کو نہ حضرت ابراہیم کی آتش پروردہ کو نہ
 بننے کو نہ حضرت موسیٰ کے عصا ویدھیا کو نہ حضرت عیسیٰ کے چم سے
 پروردہ بنا کر اڑانے اور مردہ زندہ کرنے وغیرہ کو۔ یہ سب مقام عمل
 میں آنے کے بعد معجزہ کہلائے اور تصدیق نبوت کی دلیل بنے مگر
 تصدیق پیغمبر اسلام کے لئے انوکھا طریقہ اپنایا گیا۔ ان کے اہلبیت کو
 بعد معجزہ پیش کر کے مخالف کو تصدیق نبوت پر مجبور کر دیا گیا کسی عقلی
 مظاہرے کی نوبت ہی نہ آئی اور وہی کامیابی ملی جو معجزہ ظہور سے ملے
 اس سے افضل و اعلیٰ کیونکہ اس کا موقع نہ آیا۔
 اب اگر ہم انبیاء ماسلمات کے معجزات کے یہ مقابل لائیں تو
 یہ ان مقدس شہیدوں کی قربانی کے مترادف ہے۔ اس لئے کہ پیغمبر اسلام کے

وہ سب عزات معجزوں نے ان کی صداقت کو ثابت کر کے ان کو سرور و تقیہ بنا دیا۔ ان کی زندگی تک معجزہ تھے۔ ان کی وفات کے بعد ان کا وجود ہی نہ رہا کیونکہ ان کا عہد نبوت ایک وقت میں تک محدود تھا۔ چونکہ پیغمبر اسلام کی شریعت ناقیام قیامت ہے لہذا اس کا معجزہ بھی آپ ہی دائمی ہو جاتا ہے۔ کائنات ان کی صداقت ثابت کرنے میں ہمارے

اسی لیے سلسلہ در در میں آل محمد کی شریعت دائمی قرار دی گئی۔ جب تک دین اسلام باقی ہے اور طائریں بھی باقی رہیں گی اور پیغمبر اسلام پھر دوبارہ ظہور فرمائے گا۔ آل محمد پر بھی جو شریعتیں ہیں وہ بھی باقی رہیں گی اور بغیر آل محمد کے ہر طائر باطل و مہموم اور حشر رہے گا۔

اس لیے کہ انبیاء مہین کے معجزات ان کے ساتھ آئے گئے ہونگے صرف ذکر و بیان کے اعتبار سے۔ وہ خود ہی طائریں کے معجزات۔ ان کی شریعتیں مگر شریعت اسلام دائمی ہے اس کا معجزہ بھی دائمی ہونا چاہیے اور وہ طبیعت کی صورت میں قائم رہے گا۔ انسان باقی رہنا ضروری ہے۔ اسی لیے خداوند عالم انسان کو مٹی اور علیہ دال کے معجزے کے طور پر بیان کر رہا ہے۔ جس کی تائید آپ کے مشہور اور سلسلہ از یقین قرآن و حدیث میں

میکہ الثقلین کتاب اللہ و عترتی ادا ہے ہوتی ہے ہم لوگوں
میں اور پیش ہوا چیزیں کتاب اشرا اور عزت کی صورت میں چھوڑے
جانا جو میری صداقت اور تمہاری ہدایت کے لئے تاقیام نبی است
کافی ردائی ہیں۔

یہ انتخاب شرکار مبالغہ باسیائے باری تعالیٰ ہے اگر اربابانہ ہوتا
تو اس انتخاب پر اسی طرح پیغمبر پر اعتراض ہوتا صاحبِ کرم و کرم
میں جب آپ نے اپنے لئے شہد با مار یہ قطبہ اپنی زرم کو حرام
قرار دیا تھا۔ معلوم ہوا کہ شرکار مبالغہ خدا کے منتخب کردہ اشخاص تھے
اور خداوند عالم نے اپنے نبی کو ان کے نام نزل آیت سے پہلے ہی بنا
دیئے تھے۔ گو اس وقت سابق الاسلام مرد و عورت دیکھے تھے
اور پیغمبر اسلام امت کے باپ ہونے کی حیثیت سے اور خود صاحب
ازواج ہونے کے باوجود سب کو نظر انداز کر کے صرف امام حسن و حسین
فاطمہ و علی علیہم السلام کو منتخب کرنا یہ بتاتا ہے کہ ان میں کوئی ان کا
کامالک نہ تھا۔ یہ مبالغہ جس کا طالب تھا اور یہ بات بھی قابلِ توجہ ہے
کہ علماء رضائے اہلکم خدا کے باوجود نہ جو بیاں ساتھ لائے نہ بچے نہ
عورتیں نہ مقامِ نفس میں کسی کو جو نیکو وہ ان سے بے نیاز نہ تھی دست
تھے اور نفس جو کچھ عین ذات کا نام ہے اس لئے ان کو اس کی منزلت
بھی نہ تھی خود آنا سی کافی سمجھا لیکن وہ یہ نفس جانتے تھے کہ مبالغہ

میں جس پیڑ سے مقابلہ ہے وہ بے نفس ہے اس کا نفس ایک
 ذات الگ ہے۔ یہ انوکھی بات انہیں مباہلہ میں معلوم ہوئی۔ یہ تو
 فکر نہ تھی مگر اس طرف انہوں نے کوئی اصرار نہیں دیا۔ معلوم
 ہوتا ہے کہ ذات حضرت علی علیہ السلام جلال و جمال و شخص میں نبی
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسی تھی۔ وہ لوگ دروں میں یکساں صفات
 محاسن دیکھ رہے تھے۔ اس باہمی مماثلت نے ان کو اس طرف
 اصرار دینے کے احساس ہی کو مٹا دیا جس کی تعین پیڑ کے اس
 قول سے بھی ہوتی ہے نکلے تھے نظیر فی امتہ و علیٰ نظیر
 فی امتہ فرماتے ہیں ہر نبی کی اس کی امت میں
 نظیر ہوتی ہے ہر امت میں صلیٰ میری نظیر میں۔
 دافعہ مباہلہ کا یہ پہلو بھی بڑا دلچسپ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ
 وسلم کو میدان مباہلہ میں اپنے اہلبیت کو ساتھ لے دیکھ کر حیرت منعم
 یعنی صدر علمائے نصاریٰ اپنے ساتھ علی علیہ السلام سے کہنا کہ ان سے
 مباہلہ مت کرو ورنہ نصاریٰ میں سے کوئی زندہ نہ رہے گا اس
 لئے کہ یہ ایسے لوگ ہیں اگر خدا سے دعا کریں کہ یہ پیڑ اپنی جگہ سے
 ہٹ جائے تو ہٹ جائے گا نیز کسی اعجاز نہائی یا کوئی کبرا مت
 دیکھے ان کا ان لفظوں کے ساتھ مباہلہ سے دست بردار ہوتا
 یہ پیڑ کی جلالت رسالت کا تاثر تھا یا اہلبیت کے تقدس کا کہ شرمہ کہ

علاء الدینی لکھتے ہیں کہ ابن عباس نے بیان کیا ہے کہ یہ
نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص مقام رکن و مقام میں کھڑے ہو
خدا پر پڑھے اور وہاں روزے رکھے اور پھر وہ مر جائے اور
موت سے بعض رکعتا ہو وہ دوزخ میں جائے گا۔

عبد اللہ کلبی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے بیان فرمایا
ہے جو محبت اہلبیت سے کرے وہ شہید مرا اور جو شخص آل محمد کی
محبت پر مرادہ مغفور مرا اور جو شخص آل محمد کی محبت پر مرادہ جنت
میں گیا اور جو شخص آل محمد کی محبت پر مرادہ زیارت اس کی
پیشانی پر خدا کی رحمت کی نشانی لگی ہوئی ہوگی اور جو شخص آل
محمد کا بعض لے کر مرادہ کا زمرہ اور جو شخص آل محمد کا بعض لے کر
مرادہ جنت کی بھی نہ سونگے گا۔

ابو سعید خدری بیان کرتے ہیں کہ رسول خدا نے فرمایا ہے کہ
اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے ہم
اہلبیت سے جو بعض رکھے گا خداوند عالم اس کو اوندھے منہ دوزخ
میں ڈال دیگا۔

امام احمد بیان کرتے ہیں کہ انس ابن مالک نے بیان کیا
ہے کہ رسول خدا نے فرمایا ہے کہ میرے اہلبیت سے پیار کر دینے
بھی ان میں سے کسی سے بعض رکھا اس کیلئے میری شفاعت

مذکورہ بالا بیان کیا ہے کہ اہلبیت نبی صلی اللہ علیہ وسلم
 اور دوسرے حضرات بھی درفاطمہ حسن و حسین علیہم الصلوٰۃ والسلام ہیں
 اگر کوئی اور بتاتا تو سوئے قوم حضرت ابو جہر کو دے کر بھینے کے بعد
 حضرت علی کو پیش کر ان سے اسے دیکھا جاتا اور یہ نہ کہا جاتا
 کہ اسے میں یا میرے گھر کا ابا آدمی جو میرا چچا اور میں اسکی بہن
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

صاحب مسلم بیان کرتے ہیں کہ منصور دوانیقی نے امام محمد باقر
 علیہ السلام سے کہا کہ ہم ادنیٰ رسول اللہ سے ترابت میں برابر ہیں ہم
 تم کو ہم پر کیسے فضیلت پہنچاتی ہے۔ آپ نے کہا سو اگر رسول خدا تمہاری
 کسی عورت سے نکاح کی خواہش کریں تو یہ ان کے لئے جائز تھا۔
 لیکن ہماری عورتوں سے نکاح کی خواہشگاری نہیں کر سکتے یہاں
 کے لئے جائز ہی نہ تھا پس تم پر ہماری یہی فضیلت ہے
 شیخ ابوالقاسم بیان کرتے ہیں کہ ماموں رشید نے ایک عادی
 سے کہا کہ ترابت رسول اللہ میں تم کو ہم پر کیسے فضیلت پہنچاتی ہے اس
 میں تم اور ہم دونوں برابر ہیں عادی نے جواب دیا کہ تمہاری عورتوں
 کو رسول اللہ سے پردہ کرنا واجب ہے لیکن ہماری عورتوں کو ان
 سے پردہ کی ضرورت نہیں۔

حافظ ابن عبد العزیز لکھتے ہیں کہ معاد یہ کا غلام زکوان بیان کرتا ہے کہ ایک معاد یہ نے کہا میں نہیں جانتا کہ حسن کو کس نے رسول اللہ کے بیٹے قرار دیا ہے۔ حالانکہ وہ علی کے بیٹے ہیں۔ زکوان بیان کرتا ہے کہ ایک روز معاد یہ نے مجھ سے کہا کہ دفتر میں اس کی اولاد کے نام لکھوں۔ چنانچہ میں نے اس کے بیٹوں اور پوتوں کے نام لکھے اور ان کے ناموں کے نام چھوڑ دیئے اور وہ کاغذ معاد یہ کو دکھانے لایا تو اس نے اسے پڑھنے کے بعد کہا تو میرے دوسرے بیٹوں کے نام چھوڑ دیئے یہ کیا کیا۔ میں نے پوچھا وہ کون ہیں تو اس نے کہا میری فلاں بیٹی کے بیٹے کیا وہ میرے بیٹے نہیں ہیں۔ میرے کہا سبحان اللہ تیری بیٹی کے بیٹے تو میرے بیٹے ہیں۔ ... مگر حضرت فاطمہ کے بیٹے رسول اللہ کے بیٹے نہیں ہیں۔ پس معاد یہ نے کہا چپ جا اسے کوئی اور نہ سنا لے۔

صواعق محرقة میں اس کے معنی لکھتے ہیں کہ اسوں پر رشید نے ایک روز امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے کہا کہ آپ خود کو کئی اولاد رسول اللہ کہلاتے ہیں حالانکہ آپ ان کی اولاد نہیں ہیں۔ تو حضرت نے اس مضمون کی قرآن شریف کی آیت پڑھی کہ اولاد حضرت ابراہیم سے حضرت داؤد اور حضرت سلیمان اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا سنو وہ اپنی ماں کی وجہ

سے اولاد حضرت ابراہیم بنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نوکری
 باپ ہی نہ تھا ہم اگر اولاد رسول اللہ میں ہیں تو نوحیہ کی کیادات ہے
 حالانکہ خداوند عالم نے اپنے رسول کو اولاد نہ دینے سے بھی نوازا اور وہ
 بیٹے قاسم و عبد اللہ بن حضرت خدیجہ سے اور بیٹا ابراہیم بن
 ماریہ ثہیلہ سے عطا کئے گئے یہ تینوں بچپن ہی میں انتقال کر گئے ان
 کے لئے مصلحت خدا ایسے ہی تھی۔ غالباً دیکھو کہ یہ دکھانا ہی مقصود
 ہو کہ وہ ان کو مفلوح النسل دیکھیں خدا کا کسی کو بانی رکھنا رکھنا
 اس کی مصلحت پر موقوف ہے۔ اگر خدا چاہتا تو حضرت فاطمہ سلام
 اللہ علیہا کے بچائے کسی ایک بیٹے کو زندہ و سلامت رکھ کر اس
 نسل پر تیر قرار دیتا جیسا کہ اس نے عام انسانوں میں سلسلہ بقائے
 نسل قائم کیا ہے مگر یہاں اس کے برخلاف بیٹی کو ماضی نسل ہی
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرار دیا ہے۔ اس وجہ سے کہ ان کی ماضی
 حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا جیسی پیدائشی طہیبہ و طاہرہ و پاک و
 پاکیزہ و نفیس جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امین نسل بنائی گئی
 اسی لئے آپ کی بیٹی کو ماضی نسل طہیبہ بنایا۔ چنانچہ آپ نے فرمایا ہے کہ
 ہر شخص کی نسل اس کی پشت میں ہے مگر میری نسل پشت علی الباقی
 غالب میں خدا نے قرار دی ہے۔ اسی وجہ سے امام حسن و امام حسین
 ابن رسول کہلاتے ہیں۔

یہ ہیں وہ اہلبیت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جن کو خدا نے صید کیا
 سب اہل میں بلا کر ناکوس رسالت کو بچایا۔ وہ ہیں یہ اہلبیت رسول خدا
 جن کی رحمت و شفقت ہیں آپ علیہ نازل ہوئی۔
 یہ ہیں اہلبیت رسول اللہ جن کی محبت کو اجر رسالت نثار
 دیا۔

اور وہ ہیں ازواج رسول اللہ جن کی شفقت و تادیب میں
 سورۃ تہویم نازل ہوا
 اور وہ ہیں ازواج رسول اللہ جن کو گمروں میں بٹھا کر نفاق
 شعار اسلامی کو بچایا جن کو خدا نے گمروں میں بیٹھنے کا حکم دے کر
 پابند بنایا اور ان کو حلات کی دھکی دے کر ان کے حوصلے بہت
 کئے۔

آیت مودت

اور

اہل بیت

قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ
 الْفَرْغِيَّةَ وَمَنْ يَقْتَرِنْ حَسَنَةً نَّزِدْ لَهُ فِيهَا حَسَنًا
 اے رسول ان سے کہہ رک میں مودۃ اہلبیت کے علاوہ کوئی

اور اجر رسالت نہیں چاہتا اور یہ بھی کہہ دے کہ جو کوئی یہ بھی کرے گا ہم
اس کے صلہ کو امتنا ذکر کے دینگے۔

نیل اس کے کہ ہم اس آیت قرآنی کے اہم پہلوؤں پر نظر
ثانی جائے وقت منصب رسالت و نبوت کو سمجھنا ضروری ہے
تاکہ اس اجر رسالت کی اہمیت معلوم ہو جائے اور دونوں منصب
وہ مراجع فضیلت ہیں جن کے لئے ایسے افتخار میں منتخب کئے جاتے
ہیں جو ہر خطا و نسباً سے مبرا و سترو ہوں اور اسی وصف خصوصی
کا نام عصمت ہے۔ اگر کسی نبی یا رسول میں یہ وصف نہ ہو تو لوگ خدا
کے ہر پیغام کو ان کی اس کمزوری پر محمول کر کے رد کر سکتے ہیں۔ اسی
سبب سے اس منصب پہلے کی کوئی قدر و قیمت نہ رہے گی نہ فقط
پیغمبری حاصل ہوگا۔ اس لئے کہ خطا کا ر رہے ہر خطا کا رد کا یہ ہم
نہیں ہو سکتا۔ اسی مقصد کے پیش نظر نبی و رسول کو یہ امتیاز کی ان
عطا کی ہے جنہوں نے عام انسانوں کے جس کے لئے مصلحت خدا خطا
و نسباً شامل فطرت ہے مگر نبی و رسول کو اس بشری کمزوری
سے معاف و معصون رکھا گیا ہے یہاں تک کہ ان کے لئے ترک
ادائیگی یعنی اس فعل کا ترک کرنا جو ان کے خاں خانہ
نہ ہو قابل گرفت ہے۔ حالانکہ عام لوگ اس سے مستثنیٰ نہیں
نبی و رسول میں بھی نذر ہے اگرچہ دونوں خدا کے منتخب ہیں۔

میں مگر رسول نبی سے افضل ہوتا ہے۔ ہر رسول نبی ہوتا ہے مگر ہر نبی رسول نہیں ہوتا۔ اس طرح کہ نبی کو احکام خدا یا فرائض و رتبہ آوازِ جب ہو پختے ہیں یا بذریعہ خواب۔ روح القدس اس کے سامنے نہیں آتا لیکن رسول خدا کا وہ پیغام بر ہوتا ہے کہ جبریل امین دہی لے کر اس کو پسندیدہ اور محبوب شخص کی صورت میں آئے جاتے ہیں اور اس سے بالمشاذ گفتگو کرتے ہیں اور اپنی اصل صورت میں بھی کبھی کبھی آجاتے ہیں۔

چنانچہ بقول مورخین جبریل امین درجہ رسول اللہ کے پاس اپنی اصل صورت میں آئے ہیں، ایک مرتبہ فارحہ امیں، دوسری مرتبہ شب معراج۔

بہر حال نبوت و رسالت ایسے جلیل منصب ہیں جن کے لئے معمولی سی معمولی کوئی ایسی بات جس میں ان کی تنقیص کا کوئی پہلو بھی نکلتا ہو ان کے لئے رد انہیں منصب رسالت کا تو ذکر ہی کیا ہے۔ منصب نبوت جو اس سے اہست ہے اس کی بھی کسر شان کوئی غیبی محسوس گوشہ بھی برداشت نہیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام کا قصہ جس کا شاہد ہے جب ان کے بھائیوں نے ان کو سونا پن کے جلیں و حسد میں غلام بنا کر ایک قافلہ کے ہاتھ چند سکنوں میں فروخت کرنا پھر قافلہ زالوں کا ان کو بازار مصر میں فروخت کرنا

پھر لہجہ ملک مصر کا ان پر منت لگا کر اپنے شرہر بادشاہ مصر سے
 بندہ کر کر جیل میں ڈالوانا پھر رہا ہو کر مصر کے منت دناج شاہی
 کا مالک بنا جس کا ان کو یا کسی اور کو گمان بھی نہ تھا کہاں وہ
 غلامی کہاں یہ بادشاہت یہ زوال و عروج، ذلت و عزت
 یہ انقلابی زندگی کسی گناہ و خطا کے کرشمے نہ تھے بلکہ ایک لائق
 تصور و دوسری خدا کی طرف سے خدیہ تھی جسے اس نے شایان
 شان نبوت نہ سمجھا اسے مورخ اس طرح بیان کرتا ہے کہ حضرت
 یوسف علیہ السلام ایک روز اپنے زیادہ ملازمت میں آئینہ دیکھ رہے
 تھے۔ اپنے عظیم امثال حسن و جمال کو دیکھ کر دل میں یہ دوسرے
 پیدا ہو کر مجھ جیسے روکے کو اگر بازار میں لے جا کر فروخت کیا جائے
 تو اتنی قیمت ملے جس کا گمان بھی نہ ہو۔

آپ کے دل میں یہ خیال اس وجہ سے آیا کہ اس وقت
 مردہ فروختی کا رواج تھا۔ اس کے لئے بازار لگتے تھے جہاں چھوٹے
 بڑے ہر قسم کے دھوکے غلام فروخت ہوتے تھے اور وہ اپنے حسن
 جمال اور عمر کے لحاظ سے قیمت پاتے تھے مگر حضرت یوسف علیہ السلام
 کو یہ معلوم نہ تھا کہ درست انبیاء میں ان کا نام آچکے اور وہ منصب
 نبوت کے ساتھ مالک حکومت بھی ہونگے۔ چنانچہ وہ غلامی کی فکر نہ کرنا
 سے گزر کر مالک حکومت مصر بنے۔ تمام اہل مصر کو ان کے حکم سے

ان کے مدد غلامی کے تصور سے ان کے ذہن خالی نہ تھے مگر خداوند عالم
کو اپنے بنی کے لئے اس تصور کی گروہی دامن نبوت پر نہ بھائی اور جب
ملک مصر کے بچے بچے کو آپ کا غلام نہ بنا دیا پسین نہ آیا۔

چنانچہ جب آپ تخت حکومت مصر پر جلوہ افروز ہوئے تو حکم خدا
ہوا کہ ملک مصر کے تمام باشندوں کے لئے سات سال کی ہزرت
کاغذ خزانہ شاہی میں جمع کر لو ہم ملک مصر کو سات سال کے لئے
فخما سالی میں مبتلا کریں گے۔

آپ نے حسب حکم خدا ایسا کیا۔ چنانچہ وہ دور فخما سالی شروع
ہوا۔ جب لوگوں کے پاس ذاتی غلہ باقی نہ رہا اور بازار میں بھی
باقی نہ رہا تو حضرت یوسف علیہ السلام نے حکومت کے ذخیرہ کا منہ
زدخت کرنا شروع کیا۔ پہلے سال رد پے پیسے سے زدخت کیا۔
دوسرے سال زبورات کے عوض تیسرے سال چوپاؤں کے عوض۔
چوتھے سال غلاموں اور کنیزوں کے عوض۔ پانچویں گھروں درختوں اور
خانگی سامان کے عوض چھٹے سال کھیتوں ہندوں کنوروں کے عوض۔
ساتویں سال گھر کی ایک ایک فرد کو خرید کر غلہ دیا۔ غرض یہ ہے کہ
ملک مصر میں کوئی مرد و عورت بچہ بڑا ایسا نہ رہا جو آپ کا غلام یا
لوٹری نہ بنا ہو۔ اس طرح آپ کے داغ غلامی کو مٹایا اور تمام ملک
کو آپ کا غلام بنا کر جھوڑا۔

یہ بھی عظمت نبوت جو ہر داخلی و خارجی کمزوری سے بالا ہے
 منصب رسالت تو اس سے کہیں عظیم تر ہے اور ارے داسے
 منصب ہے۔ منصب نبوت کا اجر جب ان لوگوں کے بس کی بات
 نہیں تو اجر رسالت تو کوئی کیا دیکھ سکتا ہے۔ جب کسی نبی کو اس
 کے حسن خدمات کا اجر دینا چاہا تو انھوں نے یہ کہہ کر اسے رد کر دیا
 ما اجری الا علی اللہ یعنی میرا اجر وصلہ خداوند عالم کی ذمہ
 داری ہے صبر پاک قرآن پاک میں ذکر ہے۔ رسول خدا جو انبیاء کے
 سردار تھے ان کا اجر رسالت بھی مرتبہ کے اعتبار سے تمام انبیاء کے
 اجر رسالت سے افضل و اعلیٰ تھا۔ آپ کو بھی امت کی طرف سے
 اجر رسالت کی پیشکش ہوئی تو آپ نے بھی حسب دستور انبیاء
 سابقین ما اجری الا علی اللہ کہہ کر اسے رد کر دیا مگر غفلت انبیاء
 حضور نے اپنی اپنی امت کے اجر کو قبول کر لیا خداوند عالم نے اس
 کو اس دور کے نئی اور امت کا معاملہ قرار دیا اور اس میں کوئی دخل
 نہ دیا لیکن پیغمبر اکرم کا معاملہ اس کے برعکس ہے۔ جب ان کی
 امت کی طرف سے اجر رسالت کی بات آئی اور آپ نے بھی دیگر
 انبیاء کی طرح اسے خدا پر چھوڑ دیا اور قبول کر لیا تو خداوند عالم نے
 اس امر میں مداخلت کی اور حاکمانہ انداز میں اپنے نبی کو حکم دیا کہ
 اپنی امت سے کہہ دو کہ میرا اجر رسالت خود امت اٹھا بیٹ ہے

ہے ہر مسلمان ہمدرد ہے اور اسے ہر شکل آیت قرآنی واجب کیا اور
اجر رسالت قرار دیا۔

قبل اس کے ہم اس آیت کے مثبت پہلوؤں پر نظر ڈالیں۔ سمجھنا
مزدوری ہے کہ خداوند عالم نے مخلوقات دیگر انبیاء و پیغمبروں کو ہر
رسالت انہیت کی مودت کیوں قرار دیا اور اس کے لئے بجائے
اطاعت لفظ مودت کیوں استعمال کیا۔ اس کے بارے میں علامہ
سیوطی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ مودت اس محبت کو کہتے ہیں جس میں
اطاعت لازم ہے۔ اس لفظ خاص نے اجر رسالت کی انہیت کو
لامحدود کر دیا جس کی عظمت انسانی انداز سے باہر ہے۔
جب یہ آیت مودت نازل ہوئی تو لوگوں نے رسول اللہ ﷺ
سے دریافت کیا یہ زدی القربیٰ کون ہیں جن کی مودت
اجر رسالت قرار دی گئی ہے۔ فرمایا یہ علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ
ہیں۔ یہی صاحب تغیر کثان و بیضاوی اور تفسیر کبیر دسند
احمد بن حنبل اور صاحب صواعق محرقة و غیرہ نے لکھا ہے جو علماء
اہلسنت کے مشہور دستند افراد ہیں۔ اگرچہ بعض اہلسنت نے اس
سورہ کو مکی قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ اس وقت حسن و حسین پیدا
بھی نہیں ہوئے تھے تو اہل تفسیر نے اس کا جواب اس طرح دیا
ہے کہ اس کو لغز من محال مکی بھی مان لیا جائے تو اس کی جبار

بات مدینہ میں نازل ہوئی ہیں اور آپ قرآن کے ذکر میں
 میں بھی ہوا ہے۔ حالانکہ اہلسنت کے یہاں ابن عباس اور قتادہ
 سے اس کی ردایات موجود ہیں کہ پیغمبر مدینہ ہی میں نازل ہوا
 ہے۔ اگر مدنی ثبوت قرآن کے یہاں ہے مدایات نہ ہوں گی۔ ان کا یہ
 مزا من اس وقت حسن و حسین پیدا بھی نہ ہوئے تھے اس وجہ سے
 ی قابل توجہ نہیں کہ قرآن کا یہ انداز ہے کہ وہ آئندہ ہونے والی
 کے کو موجود سمجھ کر اس کا ذکر کرتا ہے۔ چنانچہ قیامت نہیں ہے
 اس کا ذکر اور اس کی ہونے کیوں کا ذکر موجود ہے۔ اس کے
 علاوہ شیکو کاروں کی تریف اور بکاروں کی مذمت اور ہر عمل
 ایک و بیکار و عذاب جو قیامت ہونا ہے گا خواہ وہ اب
 و یا بعد میں ہو ذکر موجود ہے در قرآن کی ہر گیزی و دلائل و علامات
 حدودی نہ ہونگی بلکہ ان کا تا بہ قیامت بانی رکھنا فعل صحت
 کا جسے کوئی مسلمان تسلیم کرنے کو تیار نہیں یہاں تو پھر بھی حضرت
 یٰ ذوالنورین موجود ہیں۔ قرآن تو ان چیزوں کا ذکر کر رہا ہے جن کا
 وجود بھی نہیں۔ تمام مشاہیر علماء کے اجماع کو نظر انداز کر کے بعض لوگ
 کا اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد الگ بنانے کا مقصد یا توسیعی غم
 بلکہ ہے یا اہلبیت سے بعض دغا دے کے جذبات کا نتیجہ جیسا کہ
 صاحب تفسیر کشاف و علامہ زمر شہیدی در صحیح بخاری و مسلم

ترجمہ کی دوا محمد بن حنیبل و صاحب تفسیر در مشور مشہور علماء اہل
اس آیت کا سبب نازل اس طرح بیان کرنے میں کہ
انصار مدینہ ایک روز اپنے حبشہ میں نذر و مباہات بیان
کر رہے تھے کہ ہم نے اسلام کے ساتھ یہ کیا وہ کیا۔ جب ان کو
باقی حدیث گز گز میں تو ابن عباسؓ جو وہاں تھے برداشت نہ
اور کہا کہ تم لوگوں کو ہم پر کسی طرح نصیحت نہیں ہو سکتی۔ جب اس
کی خبر رسول اللہؐ کو پہونچی تو آپ ان کے مجمع میں تشریف لائے
اور فرمایا اے گروہ انصار کیا تم ذلیل نہ تھے ہماری بددلتی
خدا نے عزت دی۔ میں نے کہا بیشک پھر فرمایا کیا تم لوگ
نہ تھے ہمارے سبب خدا نے تمہیں ہدایت کی۔ انہوں نے کہا ہاں
پھر فرمایا کہ کیا تم لوگ یہ نہیں کہنے تھے کہ تمہاری قوم نے تمہیں
وطن کیا ہم نے پناہ دی اور تمہاری قوم نے محبت لایا ہم نے تمہیں
تصدیق کی۔ تمہاری قوم نے تم کو ذلیل و خوار کیا ہم نے تمہاری
کی۔ مختصر یہ ہے کہ آپ اس قسم کی باتیں فرماتے تھے یہاں
س کہ وہ لوگ اپنے ذال و پرستو گئے اور دست لبتہ عرض کی کہ
ام مال و دولت اور جہ کچھ کھی ہے وہ خدا و رسول کا ہے۔ یہی
بہ ہو رہی تھیں کہ یہ آیت مودت نازل ہوئی پھر آپ نے فرمایا
وہ بعض آل محمدؐ کی دوستی پر مرنے والا ہے وہ شہید ہوتا ہے۔

جو آل محمد کی دکنی پر مرتا ہے وہ منور مرتا ہے۔ جو آل محمد کی دکنی پر مرتا ہے وہ توہ کر کے مرتا ہے۔ جو شخص آل محمد کی دکنی پر مرتا ہے گا ملک الموت اور منکر و نکیر بہشت کی خوشخبری دیتے ہیں۔ جو آل محمد کی دکنی پر مرتا ہے وہ کامل ایمان مرتا ہے۔ جو آل محمد کی دکنی پر مرتا ہے وہ بہشت میں ایسے سمجھا جائے گا جیسے دلہن کو اس کے خوشہ کے گھر۔ اور سنو جو آل محمد کی دکنی نے کرتا ہے خدا اس کی ہر گز رحمت کے ترشوں کی زیارت گاہ بنانا ہے۔ سنو جو آل محمد کی دکنی نے کرتا ہے وہ سنت نبول پر مرتا ہے۔ جو آل محمد کی دکنی نے کرتا ہے اس کی پٹانی پر روز قیامت نکھا ہوا یہ خدا کی رحمت سے یا کس سے سنو جو آل محمد کی دکنی نے کرتا ہے مراد بہشت کی برکات و سونگے گا۔

یہ سن کر ایک شخص نے پوچھا جن کی بہت کو خدا نے اس طرح واجب کیا ہے وہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا وہ علیؑ و فاطمہؑ و حسینؑ ہیں۔ پھر فرمایا جو شخص میرے اہلبیت پر ظلم کرے اور مجھ میرے اہلبیت کے بارے میں اذیت پہنچائے اس پر جنت حرام ہے

چنانچہ

تفسیر ثعلبی میں منقول ہے کہ ابن عباس نے فرمایا اس آیت صودت میں نیکی سے مراد آل محمد کی دکنی ہے۔ بیان کرنے ہیں کہ رسول اللہؐ نے جب یہ آیت بیان کی

کچھ لوگوں کے دلوں میں ہے دوسرے یہ کہتا ہے کہ یہ لوگوں اور اللہ نے یہ اپنی
 طرف سے بیان کیا ہے تو خدا نے اس کی تردید میں یہ آیت ۱۰
 بقولوں افتراء ۱۱ یعنی کیا اس کے بارے میں لوگ یہ کہتے ہیں کہ
 تم نے یہ آیت پیش کر کے خدا پر بہتان باندھا ہے۔ یہ ان کا خیال غلط
 ہے۔ بہت اہمیت کو سمجھنے اور رسالت قرار دیا ہے اور ہم ہی اسے
 اپنے رسول کو حکم دیا ہے کہ اس سے اپنی امت کو باخبر کر دیں۔ چنانچہ
 لفظ قل سے بھی یہی ویاں ہے کہ یہ اجر رسالت خدا کا متعین کردہ
 ہے اور اس کا پسندیدہ ہے اور اس حکم خدا سے پہنچی بھی ٹکٹے ہیں
 کہ غالباً نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے اظہار سے دامن کشاں
 تھے اس خیال سے کہ لوگ اسے اذرا پروری قرار دیکر نظر انداز نہ
 کر دیں۔ اس لئے اسے خدا پر چھوڑ دیا کہ وہی اس اجر رسالت کا تعین
 اظہار کرے۔ پھر بھی کچھ لوگوں نے اس کا یقین نہ کیا تو خدا نے ان
 کے اس خیال کو اس طرح رد کیا کہ اعلان اجر رسالت ہماری
 طرف سے ہے۔ ہمارے بنی کی من گھڑت نہیں ہے۔ اس لئے آپ کو
 حاکمانہ انداز میں اس کا حکم دیا جس سے اس کی اہمیت اور عظمت
 اہمیت ظاہر ہے۔

یہ تو ثابت ہو گیا کہ علماء شیعہ ہی نہیں بلکہ تمام علماء اہل سنت
 علماء تفسیر اس پر متفق ہیں کہ پیغمبر اسلام کے بعد ذی القربے

محبت کی محبت اجر رسالت پر مسلمان پر واجب اور وہی کئی ہے وہ
حضرت علیؓ و فاطمہؓ و حسنؓ و حسینؓ علیہم السلام ہیں اور یہ آیت ان کی
وجوب محبت کا زبان الہی ہے۔ اس میں میں پہلو نکلتے ہیں
اول حاکمانہ انداز میں اس میں مداخلت ہے۔

دوسرے خدا کی طرف سے تعین اجر رسالت

تیسرے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صلہ کا اپنے
دست کرم کے اعتبار سے وعدہ اعطاء کر کے تمام مسلمانوں کو
مخصوصی اور جوہری نہیں دلائی بلکہ عمومی سے اس کی ادائیگی کا مطالبہ کیا
ہے۔ محبت الہیت چونکہ اجر رسالت ہے اس کی ادائیگی مسلمان
پر لازم ہے جو اس کو ادا نہ کرے گا اس کا کوئی عمل غیر خواہ وہ نماز کی
شکل میں ہو یا روزہ کی یا زکوٰۃ کی حج کی صورت میں یا دیگر عملوں اور
غیر کی ہرگز مقبول بارگاہ الہی نہ ہوگا۔ غیر محبت الہیت یہ احکام نہایت
اسلام میں قاصبانہ نصرت ہوگا جس کا کوئی اجر و صلہ نہیں اس لئے
کہ یہ اجر رسالت بصورت محبت الہیت خدا کا مقرر کردہ ہے
اور اس کا تعین و اعلان دیگر احکام اسلام کی طرح زبان نبوی
صلی اللہ علیہ وسلم سے تاکید کے ساتھ کر یا گیا ہے حکم خدا کا ہے
اور زبان پیغمبر اسلام کی جس سے تمام احکام قرآنی و احکام سنت
رکعتیں جس کے لئے بجا کئے محبت اللہ و رسول و امت کا کیا گیا ہے

جو خود کو پرہیز کرتا ہے۔

اہل سنت و جہت کے معنی زندگی رکھتے ہیں یعنی خود سہو کی برعکس
 سلا از سہو اولیٰ۔ جبکہ علامہ سہو علی مشہور عالم اہلسنت رکھتے ہیں کہ مودت
 وہ محبت ہے جس میں اطاعت ہی اطاعت ہو۔ محبت کے لئے یہ لازم نہیں
 کیونکہ محبت ہر شے سے کی جاتی ہے چونکہ یہ عام لفظ ہے مودت خاص
 جس کی تائید قول پیغمبر سے ہوئی ہے جہاں آپ نے لافہر و
 جبکہ اللہ نے فرمایا ہے میری مٹی پر دی کر د اگر فہم کو دست
 رکھتے ہو۔ یہاں محبت کی پہچان اطاعت قرار دی ہے اگر اطاعت
 نہیں محبت نہیں مگر یہاں لفظ مودت اس لئے استعمال کیا ہے کہ
 اس میں خود بخود مطالبہ اطاعت ہے الگ سے اس مطالبہ کا سوال
 ہی پیدا نہیں ہوتا۔

اجر رسالت کے سلسلہ میں خداداد عالم نے یہ انداز مداخلت
 فی بنی کے لئے نہ اپنایا خواہ وہ حضرت نور علیہ السلام ہوں یا حضرت
 ابراہیم علیہ السلام یا حضرت سوئی ہوں یا حضرت عیسیٰ یا اور کوئی نبی
 رسول۔ یہ امتیازی شان صرف نبی سلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاصل ہے
 جن کے اہلبیت کو ایسے عظیم ترین صلہ سے نوازا جس کی مثال انبیاء
 میں نہیں ملتی گوردہ صاحب اولاد رکھتے مگر کسی کی اولاد کی محبت کو
 نہ اجر رسالت قرار دیا نہ کسی کے اجر رسالت کے معاد میں دخل دیا کسی

فی کے اہلیت کی محبت کو حجت قرار دیا۔ یہ نذر اعتقاد آپ کے اہلیت
کو حاصل ہے جن کی محبت کو خدا نے اجر رسالت اور شریعت اسلام
کا حاصل قرار دیا ہے۔

یہ نکتہ اس لیے کہ رسول اللہ کی ذات ستودہ صفات انسانی خصوصیات
و صیفت کی حدود میں محدود نہیں کی جا سکتی لیکن اہلیت کی ذات
مقدسہ بھی تو صیفت کی حدود سے بالاتر ہے جن کی آیت مودت گواہ
ہے جس میں ان کی محبت کو اجر رسالت جیسے عظیم القدر نعمت
سے نوازا ہے۔ اس لیے پیغمبر اسلام ان کے نزد ازا اور اجتماعاً
بیان کرنا عین مطابق منشاء الہی تھا۔ یہ شرع و کسی صحابی کو
نفی ہوا نہ آپ کی ازدواج میں کسی زوجہ کو جو لوگ ایسے فضائل
کے مالک ہوں ان کے ہم رتبہ نہ اصحاب ہر سکتے ہیں نہ ازدواج
اگرچہ بعض لوگوں نے خلاف اجتماع امت آپ نظر سے شرف
خصوصی اہلیت میں ازدواج نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے داخل
کرنے کی سعی لاحقہ کی ہے جو نہ مطابق عقل ہے نہ مطابق اہل
حالات و ازدواج خود اس کا مدعی نہیں ہو سکتا کچھ سرسریوں کو اہلیت
کے ایسے اچھوتے دائرہ کے فضائل ایک آنکھ نہ بجائے اور شرف
آیت نعلیہ کو بکری کرنے کے لیے ازدواج نبی کو اس میں شامل کرنے

کی کوشش کھلی ہوتی ہے۔ البتہ حال اگر آیت تطہیر پر ان کو
 حال کیا جائے تو یہ آیت تطہیر میں خداوند عالم : تطہیر کہہ کر
 ہاں طہارت کا دعویٰ کیا ہے ہے معنی ہو کر رہ جائے گا اس لئے کہ
 یہ آیت تطہیر کسی گندگی و غلاظت کی نہیں ہے بلکہ نفس و نفسانیت کے
 ہر جذبے کی نشانی ہے جسے عصمت کہتے ہیں یعنی ان کو اب طیب و طاهر
 کر دیا گیا ہے کہ اب ان میں کوئی نقص و عیوب و شہرت باقی
 نہ رہی۔ اب اگر ازواج بنی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس میں شامل
 کیا جائے تو سورہ تحریم جو ان کی سرزنش اور عتاب میں نازل
 ہوئی اس کا کیا ہو گا چونکہ ان کے طور و طریقے اور ہور باثر پیام حیات
 پر مبنی تھے صیبا اس سورہ میں خداوند عالم نے کہا ہے اور وہی سراسر
 حکم خدا و رسول کے خلاف تھی اس کی پوری تفصیل اس سورہ میں ہے
 جسے ہم نے اس کتاب میں تفصیل سے نقل کیا ہے۔ اگر وہ اس عمل
 تطہیر میں شامل ہوتیں تو ان کی ایسی ناپسندیدہ زندگی نہ ہوتی
 جس کے لئے یہ سورہ خدا کے انتہائی غیظ و غضب کا مظاہرہ ہے
 لہذا ان کی اس میں شمولیت خدا کے اس دعویٰ کا ل تطہیر کو ہی
 باطل کر دے گی جس سے اہلبیت پیغمبر کی تطہیر میں کمال تطہیر کا اعلان
 ہے وہ ایسے برگزیدہ نفوس میں جن کی محبت آخر رسالت نبی صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم ہے یعنی اس کے یہ معنی ہوئے کہ پیام رسالت ہی ان کی

موت کا فیصلہ ہوتا ہے خداوند عالم کی ان کی قدرت و عظمت پر ہر نفس
 ہے کہ ان کا وہ ازواج نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جن پر مناب خدا ہوا ہے
 اور کہاں وہ اہلبیت جن کی نوع پر وہ راست عمل خدا ہے۔
 یہاں یہ نکتہ بھی قابل غور ہے کہ آیت نوع میں لفظ اہلبیت آیا
 ہے اہل بیت نہیں آیا جس میں ازواج نبی صلی اللہ علیہ وآلہ کی
 شمولیت ممکن ہو سکے۔ اس لئے کہ جہاں مناب خدا ہیں صرف قریم
 ہے وہاں قرین ہی ہو سکتا۔ آیا ہے یعنی اسے ازواج نبی تم
 سب اپنے اپنے گروں میں بشمول اگر وہ شامل عبارت اہلبیت جن
 تو یہاں لفظ بیت کی جگہ لفظ بیت آیا معلوم ہوا کہ اہلبیت جن
 کے لئے یہ آیت تفسیر نازل ہوئی ہے وہ سارے ایک ہی گروں کے
 دہے ہیں اور ازواج نبی چونکہ ایک ایک اپنے اپنے گروں
 تھیں اس لئے لفظ بیت آیا۔ اس طرح ان کا اس آیت تفسیر سے
 کوئی واسطہ نہیں۔

یہ اہلبیت صرف حضرت علی و حضرت فاطمہ و امام حسن و امام
 حسین علیہم الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ یہی رسول اللہ کے وہ ذوی القربہ
 ہیں جن کی محبت اجر و رسالت ذرا دی گئی ہے اور بعض بے بصیر
 لوگوں کا یہ خیال کہ ذوی القربہ میں اصحاب بھی شامل ہیں لہذا
 محبت کا زریعہ ہے اس لئے کہ ان کی آپس کی جنگ و جدال

نشت و غول سے ان کے دامن را ہمار میں ہیں کے گراہ حضرت
 الزور و عمر ابن عبد کا د عمر ابن حق فرامی ڈمٹیم شمار و ملا باہر
 و ادیس نری جیے سحاب الہ لغات اصحاب رسول کے سفاکانہ
 قتل ہیں قتل کرنے والے بھی اصحاب رسول اور قتل ہونے والے
 بھی اصحاب رسول اشتر ابے لوگوں کو اور ان ددی اللہ ہی
 شامل کرنے کا خیال جن کی محبت خدا نے اجر رسالت قرار دی
 ہے بعض وحد آل رسول سے کھلا ثروت ہے

صواعق معصوفہ

اور

حدیث شجرہ

صواعق معصوفہ یعنی جلائے دال بجلیاں۔ یہ وہ کتاب ہے
 جس میں مصنف نے مذہب شیعہ کو باطل کرنے میں زور قلم مرکب کیا
 ہے جس کے نام سے ہی ان کی مشیر مسلک دشمنی ٹپک رہی ہے وہ
 اپنی اس کتاب میں فضائل اہلبیت کے سلسلہ میں رسول اشتر کی یہ
 حدیث نقل کرتے ہیں اور رکھتے ہیں انا و اهل بیتی شجرۃ فی
 الجنة و اعضائہا فی الدنیا فمن شاع ان یخذلک
 سبیلہ فلیمتہ بہا سبیلہ

یعنی جس شخص کو خدا کے راستہ کی تلاش ہو اس کو چاہئے کہ وہ سب سے
 اور اہمیت کے راستہ کو اپنائے یہی صراطِ مستقیم ہے اس کے علاوہ
 دیکھ بھنگے کا اور کوئی راستہ نہیں۔

ہوں تو پھر اس لئے ہے اہمیت کے فرقاً و فضاائل بیان
 کرنے میں کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیا اور سب باتوں کو ان سے
 مشابہت کرانا اپنا فریضہ سمجھا۔ وہ بڑی بھی اس سلسلہ کی ایک کڑی ہے
 جس میں اپنے اور اہمیت کے تعلق خصوصیت کی وضاحت اور شہرہ کہ
 محبت کو صراطِ مستقیم یا خدا کا راستہ قرار دیا ہے خود کو اور اہمیت
 کو ایک ایسے درخت سے تشبیہ دی ہے جس کی اصل سرزمینِ حیات
 ہے اور اس کی شاخیں دنیا میں پھیلی ہوئی ہیں۔ خود دین و دنیا کے
 جہد و مقامات کے عناصر ہیں یا یہ معنی کہ دونوں مادہ تخلیق و مقام
 قیام میں ایک ہیں جو ایک دوسرے سے جدا نہیں کئے جاسکتے۔
 ہمارے ذات و صفات ایک ہیں۔ مرنے والے اور شاخوں کا زون ہے
 میں اصل اور یہ فرق ہیں۔ ہم کو اگر ایک دوسرے سے جدا کیا گیا تو یہ
 کسی درخت کی شاخوں کو قطع کر دینا کہہ کر کے اس کے مقصد و وجود ہی کو
 ختم کرنا ہو گا۔ اس لئے کہ کسی درخت کی شجر کاری کا مقصد سایہ بھولنے
 پھل اور زیب و زینت ہوتا ہے۔ اگر کسی درخت کی شاخیں نہیں تو نہ
 سایہ نصیب ہو گا نہ پھل و پھل نہ زینت۔ یہی مقاصد کو نظر رکھ کر آپ

کہ درخت سے نشیب دے کر اس کی شاخوں کا ذکر بھی اس مقصد خاص
 کو ملحوظ رکھا کہ ضروری سمجھا۔ حالانکہ ہر درخت مع شاخوں کا درخت
 کہلاتا ہے۔ خود کو صرف درخت کہہ کر بھی مقصد براری ہو سکتی تھی۔ آپ کا
 درخت کے ساتھ شاخوں کا ذکر مع اس کی صفت کے وہ بھی بہ نام
 اہلیت معنی خیر ہے۔ اس لئے جہاں آپ نے اپنے اور اہلیت کے
 تعلق کا ذکر کیا ہے وہاں اس اتحاد جسمانی و روحانی کو سرشتہ ہدایت
 قرار دیا ہے اور صراطِ مستقیم بھی۔ ظاہر ہے کہ درخت و شاخیں ایک
 ہی آب و ہوا، ایک ہی غذا، ایک ہی سرسبزین میں اپنے بڑھتے اور
 پھولتے پھلتے ہیں، دونوں کا مرکز حیات و مقام پرورش ایک
 ہی ہوتا ہے شاخیں درخت کی جنس کی منظر اور اس کی فیض رسانی
 کا ذریعہ ہوتی ہیں جب مفادات درخت شاخوں سے وابستہ ہوتے ہیں
 ان کو ایک دوسرے سے جدا نہیں کیا جاسکتا اسی لئے اپنے خود کو
 درخت جنت اور اہلیت کو اس کی شاخیں شاخبران کی انفرادی
 فضیلت اور نورانی خلقت کی طرف خاص انداز میں متوجہ کیا ہے۔
 اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ آپ کو اپنے نہیں بلکہ اہلیت کے
 بارے میں امت کے ہر اختلاف کا سد باب مقصود ہے۔ کیونکہ
 آپ کی ذات کے بارے میں کسی کو شک و شبہ کی گنجائش نہیں۔ یہ
 مختلف عزمان سے وضائل اہلیت کا بیان ان سے امت مسلمہ کے

اختلاف کی نشاندہی کرتا ہے۔ چنانچہ حدیث ثقلین اسی درجہ اہم اور
 بیان ہے جو اہلبیت کو نظر انداز کی صورت میں گمراہی کی شکل میں اللہ
 کا اور مسلمانوں کا ذمہ لڑوں میں تقسیم ہونا اور ان میں سے صرف
 ایک فرقہ کا حق پر ہونا اہلبیت سے روگردانی کا نتیجہ ہر کامیاب کر
 زیفین میں سلسلہ ہے۔

ہمارے خیال میں فضائل اہلبیت کے مسئلہ میں اس سے
 زیادہ مستحکم عام فہم و عام پسند یکتائی ذات و صفات کی اور کوئی
 دلیل نہیں ہو سکتی۔

حدیث ثقلین اور علماء عامہ

علامہ طبرانی اور احمد بن حنبل ابوسعید خدری سے نقل کرتے
 ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں گمان کرتا
 ہوں کہ مجھے پکارا جائے اور میں اسے قبول کروں بس تو میں تم میں
 دو چیزیں چھوڑ دنگا۔ اگر تم ان سے متمسک رہے تو تم ہرگز گمراہ
 نہ ہو گے۔ ایک اللہ کی کتاب جو آسمان سے زمین تک ایک دروازہ
 رسی کی مثل ہے۔ دوسرے میرے اہلبیت مجھے مشفق و مہربان خدا

نے ظہور کیا ہے یہ دونوں ہرگز ہرگز جدا نہ ہونگے یہاں تک کہ میرے پاس حرم کوثر پر پہنچ جائیں۔

مسند احمد میں زید ابن اسلم سے بیان کیا ہے کہ انھوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیان کیا ہے آپ نے فرمایا میں تم میں یادِ خطبہ چھوڑ رہا ہوں۔ ایک اشتر کی سی جو آسمان سے زمین تک ہے دوسرے میرے اہلبیت۔ جیسے ایک دوسرے سے جدا نہ ہونگے جب تک کہ میرے پاس حرم کوثر پر نہ پہنچ جائیں۔

ابو اسحاق حضرت علی علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بے شبہ میں تم میں دو چیزیں چھوڑ رہا ہوں اگر تم انہیں پکڑے رہو گے ہرگز گمراہ نہ ہو گے۔

ترمذی بیان کرتے ہیں کہ ابو ذر غفاری خاتم کعبہ کا دروازہ پکڑے ہوئے کعبہ رہے تھے کہ میں نے رسول اللہ کو کہنے سنا ہے کہ میں تم میں دو اہم چیزیں چھوڑ رہا ہوں کتاب اللہ اور اپنی عترت۔ یقیناً یہ ایک دوسرے سے جدا نہ ہونگے جب تک میرے پاس حرم کوثر پر وارد نہ ہوں دیکھو تم ان کے ساتھ کیا برتاؤ کرتے ہو۔

ترمذی جابر ابن عبد اللہ انصاری سے نقل کرتے ہیں انھوں نے کہا میں نے عرفہ کے روز رسول اللہ کو ناقہ عسبار پر اپنے خطبہ میں فرماتے سنا ہے کہ میں اپنے بعد تم میں دو چیزیں چھوڑ رہا ہوں اگر تم ان سے

والبتہ رہو گے نرم میرے ہرگز گمراہ نہ ہو گے اور وہ اثر کی
کتاب اور میرے اہمیت میں

بارگاہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اسی ہنگام کے ساتھ
بہ اب اس آخری زمانہ میں جو درحقیقت و نصیحت ہے یہ آپ کے
علم کا انما کیون کا آئینہ دار ہے جو آپ کے بعد آپ کے خلف
اصحاب و انبیا کی باہمی رقابت کے گمراہ کن نتائج کی بدولت
مقام کے لئے صادر ہوا ہے جن کا اس مسئلہ ضرور بھی نہیں کر سکتی
مگر وہ قبل از وقت آپ کے پیش نظر میں یعنی آپ نے اپنے ہم
مسلمانوں کے گمراہ ہونے کو ایک ماہر نفسیات و طبیبانہ ہونے
کی وجہ سے پیشتر سمجھ لیا ہے۔ اسی لئے آپ نے صریحاً ثقلین
ای قاری و ثقلین کتاب اللہ و عارفی ما ان
تسکتہ بعدنا من نضرا بعدی من یقتربا حقیرا
عن الخوض فزا کر ان کو اس دور گمراہی کی طرف متوجہ نہیں
دلائی ہے اس طرح کہ میں تم میں اسی اہم اور قابل قدر چیز میں
مجوڑے جانا ہوں اور وہ اثر کی کتاب اور میرے اہمیت میں
جب تک تم ان سے متسلک رہو گے ہرگز گمراہ نہ ہو گے
اس قول نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے
بعد امت گمراہ ہو سکتی ہے لہذا اس سے محفوظ رہنا بہت ضروری ہے

قرآن و احادیث علی جن کی اطاعت ہی اس فیہ منقولہ گمراہی سے بچا
 سکتی ہے۔ آپ کے اس عظیم و محترم بیان کے ایک ایک مفہوم سے وہ
 سراسر سبب مشکوک ہو رہے ہیں جو آپ کے علاوہ کسی کے دہم و گمان
 میں بھی نہیں آسکتے۔ اس میں وراثی و گمراہی کے دو لفظ خصوصی نوج
 کے طالب ہیں۔ پہلے اپنے ترکہ کی اشیاء کا ذکر پھر اس کی قیمت
 پھر اس سے منسوب وراثی پھر ان کے باہمی تعلق و اتحاد وراثی کا
 ذکر وراثی سے وراثی کے مفہوم نتائج اور انکسار کا نتیجہ گمراہی
 منسلک۔ اسی کے ساتھ باب کے لئے کتاب و خدا اور اپنے اہل بیت
 کو اپنا ترکہ قرار دیا غلات و درختوں کے مال کے۔ اگرچہ ہر مال
 والا اپنے ورثہ کے لئے مال دنیا سے جو ترکہ چھوڑتا ہے وہ ان کو
 باہمی اختلافات و آپسی تقصیر سے بچانے کے لئے جو اس کے
 مال متروکہ کی بنیاد وراثی کی بربادی کا کبھی سبب بنے۔ پہلے
 اپنے مال متروکہ کی قدر و قیمت بتا کر اس کی بے قدری کے بناء کن
 نتائج کے مہلک اثرات سے ان کے تحفظ کو پیش نظر رکھ کر انہیں
 ضروری ہدایت و نصیحت کرتا ہے۔ اس لئے کہ جو چیزیں داروں کو
 ورثہ میں ملتی ہیں۔ ان کے پاس ان کے لئے وہ قدر و منزلت کی نگاہ
 نہیں ہوتی جو ترکہ چھوڑنے والے کے پاس ہوتی ہے۔ اسی رسم
 ردائے اور حکم خدا کے مطابق پیغمبر اسلام نے جو بیک وقت

صاحب شریعت اور مالک حکومت تھے اور ان کے فرمان میں
 میں بچائے زندگی و جاہرات صرف وہ چیزیں ایسی ہیں جو دنیا و
 اور دہشتیں میں کا تحفظ اور پاسداری و پادشاہی کی طرف
 اور فلاح دارین کی ضمانت تھی۔ اپنے عزیز و اقارب کو نہیں بلکہ پوری
 امت مسلمہ کو ان کو نظر انداز کرنے کی تباہی اور قدر و منزلت کرنے
 کے مفید نتائج سے آگاہ کیا اور یہ وہ نادار و تالاب ترککن الیہ
 اہمیت تھے جن کے زیر اثر زندگی بسر کرنا آخرت کی آسائشوں
 سے بہرہ اندوز ہونے کا واحد ذریعہ اور ان کی بے قدری و محکم
 صدی تمام امت کی گمراہی ہوگی اور آخرت کی نعمتوں سے محرومی
 اس لئے آپ نے کتاب و عزت کے اتحاد و اشتراک کی اہمیت
 منزلت کے لئے یہ حدیث جو ایک وصیت ہے ارشاد فرمایا امت کو
 گمراہی سے بچانے اور اس غیر منفعی بے دینی سے باخبر کرنے کا
 واحد ذریعہ قرار دیا ہے۔

آپ کے اس کلام کے بچنے تلے محلوں سے ظاہر ہے کہ آپ کو
 اپنے بعد امت کے آپسی اختلافات و خود غرضی کے اسلام دشمن نتائج
 خدا و رسول سے دوری پر غمخ ہونگے۔ خدا و رسول کی مرضی کے خلاف
 کتاب و عزت کو نظر انداز کرنا یا ان کے اتحاد و محکم کو توڑنا اہل طغی
 ہے کہ ان میں سے کسی ایک کو اپنا نام دے کر کسی چھوڑنا سرگمراہی

ہے اس لئے کہ اگر یہ سچہ میں تو سرشتے رشد و ہدایت اور ضرور ہیں
 تو سراپا گمراہی و ضلالت ایسی ان اشیاء میں کہ ان کی وصف بیان
 اور ان کا ذکر بعد میں ان کی اہمیت کا کھلا ثبوت ہے جس کے لئے
 خصوصی توجہ درکار ہے۔

یہ لفظ نقل ایسا لفظ ہے جس کے معنی مفہوم کو بیان کرنے
 کے لئے جامع الفاظ نہیں اور لفظ نقل اس نفیس قلم کو کہنے
 ہیں جس کی حفاظت خاص نگہداشت کی طالب ہے یا سازگار
 مزدوری سامان سفر جس کی دیکھ بھال مزدوری پر اس لفظ سے
 بھی اس کی اہمیت پر بھر پور روشنی پڑتی ہے

قرآن و اہمیت پیغمبر اسلام کا وہ مقدس ترکہ اور ملت اسلام
 کا وہ انزل سراپا ہے جو امت کی فلاح و سہوید کا واحد سامان نجات
 دارینا ہے۔ مگر سچہ جو کہ ان میں جدائی گمراہی ہے چم جائیکہ ان سے
 انحراف۔ پیغمبر کا ان کے اتحاد کے لئے یہ فرمانا کہ یہ دونوں سرگز جدا
 نہ ہونگے بتا رہا ہے کہ امت کے ان کو جدا کرنے کا اندیشہ آپ کے
 علم میں ہے۔ ایک کو اپنے اور دوسرے کو نظر انداز کرنے کے یہ
 معنی ہونگے جس کو آپ نا ممکن بتا رہے ہیں کہ وہ ممکن ہے اور ایک
 ہی میر امت بن سکتا ہے۔ اپنا خیال در پردہ آپ کی بلندی
 ہے جس کے مسلمان سمجھ کر یا نا سمجھ کر مرتکب ہوئے۔ یہ سے ان کی معرفت

پیہر حکیم آپ نے قرآن و احییت کے بارے میں انتہائی درون کے
 ساتھ یہ فرمایا کہ یہ درون ایسے ہم سفر ہیں کہ ان درون میں میرے
 پاس دھن کوثر پر پہنچنے تک حقیقی مددائی ناممکن ہے ان درون کا
 روش بہ روش آپ کے پاس پہنچنے کا مطلب اس مسئلہ کے سرک کی
 سرگشت آپ سے بیان کرنا ہے اور آپ کے ان درون کو جھپٹ
 ہدایت ہونے کی وجہ سے جواب وہ ہوتا ہے ان درون کا قدم سے
 قدم ملا کر آپ کے حضور میں پہنچنے کا اور کوئی مطلب نہیں لیکن
 بے بصیرت اور خود مسلمانوں نے اپنی ٹھیل مقام کے لئے اس
 اتحاد کو قابل توجہ نہ سمجھا اور رہائیت پیہر کے برعکس اپنی من مانی
 کر کے اپنی مقصد براری کے لئے ان کی تفریق کو ہی اپنے حق میں
 بہتر سمجھا جس کا نتیجہ آپس میں گردہ بندی اور گمراہی نکلا جس کے
 خطرہ کا آپ نے قبل از وقت اظہار بھی کر دیا تھا اور قرآن و
 احییت کے افزان کے معزز گمراہ کن اثرات کو نہ سمجھا اور اس
 اوٹ اتحاد قرآن و احییت کے اعلان سے یہ بھی ثابت ہے کہ ہرگز
 عنوت و منزلت میں مساوی دھم چلے ہوا اور ان کو ایک دوسرے کی آئی
 مزدورت ہے حقیقی اپنی ذات کی کسی کر۔ جہاں احییت میں وہی آئین
 ہے اور جہاں قرآن ہے وہاں احییت ہیں۔ ان کا اتحاد ہی آپ
 کے بعد گمراہی سے محفوظ رکھا جاتا ہے۔ ایک کو اپنا دوسرے کو

پھر پھر بالکل سلاطین پسند اور فرمان نبی کی کھلی اور ہے۔ ان
 دروں کو جب کرنا اس طرح کہ ایک کو اپنا مادرِ سر کو ترک کرنا
 بنی اسرائیل کے اس طرز میں کی مثال ہے جس سے حضرت موسیٰ
 علیہ السلام کے ماننے والوں کا امتحان لیا تھا اور ان کو دردِ لفظ
 بنائے گئے تھے اور حکم دیا گیا تھا کہ ان کو کہتے ہوئے بابِ نجات
 میں داخل ہوں۔

اس میں داخلہ ان کے گناہوں کے ازالہ کا مناسب مگر انہوں
 نے اپنے نبی کی بات نہ مانی اور اپنی خود رائی سے ان دونوں باتوں
 میں سے ایک کو اپنا یا جس کی وجہ سے مبتلائے عذاب ہوئے۔
 قرآن پاک میں اس کا اس طرح ذکر ہے کہ
 جب ان کے نبی نے ان کو حکم دیا کہ اس دردِ دوزخ سے بچو
 حلقہ کہہ کر داخل ہوں تو ان کے گناہ معاف ہو گئے مگر انہوں نے
 بابِ نجات میں داخلہ تو ضروری سمجھا مگر اس لفظ خاص کی پردہ
 نہ کی اور اس کو حنطہ کے لفظ میں اپنی خود رائی سے بدل دیا
 ایک کو لیا دوسرے کو چھوڑا۔ حالانکہ دروں میں گناہوں کے ازالہ
 کی ضمانت تھی اور ان کی اتحاد شکنی موجبِ عذاب۔

اسی طرح اہل اسلام نے قرآن و اہلبیت میں عبدائی کر کے خود
 کو گردہوں میں تقسیم کر لیا اور اخوتِ اسلامی کو پارہ پارہ کر دیا

اپنی خود غرضی و خود پسندی سے ان دروزوں کے انکار کئے گئے تھے
 سمجھ کر اس کے شاہ کن شارع سے آنکھیں بند کر دیں۔ تاہم
 بنی اکرم کے اطمینان کو قرآن کے ساتھ اس طرح دلائل دئے گئے کہ ان کو
 پروردہ پر قبول کیا۔ اسی وجہ سے ان کو قرآن سے الگ غفلت کر
 کے بے وقعت کرنے کی کوشش کی گئی۔

اس کلام نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں جہاں کتاب و سنہ
 کے ناقیام قیامت باقی رہے گا اعلان کیا ہے وہیں اطمینان
 کے اس وقت تک باقی رہنے کا بھی۔

۱۔ تاہم کہ یہ دروزوں سے اس ساتھ ساتھ جو
 پروردہ کے قرآن کی طرح جو ناقیامت آئے دالی انسانی
 نثر کے لئے ایک مستقل دستور العمل ہے۔ احادیث و روایات اور
 انسانی مشنوں کی ادل بدل اس پر اثر انداز نہ ہو گی۔ یہ ہر دور
 میں رہبر و رہنما ہے۔ اسی طرح اطمینان بھی اپنے قیام و دوام میں
 اس کے ہم صفات ہیں۔ اس لئے کہ بظاہر و باطن ہرگز
 ہرگز جدا نہ ہونے والے ساتھی ہیں۔ چھو کہ یہ قرآن کے دامن کو فراموش
 ہو گئے تک رہنمائی و رہبر ہیں ان کی بھی قرآن جیسی زندگی ہوئی
 جائے در نہ ایک باقی اور ایک نئی دلیلیں ہم سفر نہیں ہو سکتے
 شاہد پیغمبر اسلام نے اسی معائنہ کو رد کرنے کے لئے لفظ

لکھا ہے کہ لئے استمال کیا ہے اور ان کو آپس میں لازم و
 لازم قرار دیا ہے۔ اس لئے کہ قرآن و اہلبیت کا مقصد سفر ایک
 مدت سفر ایک، منزل سفر ایک، مدت حیات ایک مقصد
 حیات ایک۔ یہ اسی گہری رفاقت اس لئے ہے کہ قرآن سرچ
 ہدایت سہی مگر وہ نطق دگو بالی سے مردم ہے۔ حیات نبی صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم میں بھی وہ اپنی زبانی کے لئے آپ کی زبان
 صداقت بیان کا محتاج تھا۔ لہذا آپ کے بعد وہ قیامت
 تک باقی رہنے اور آنے والی نسلوں کے لئے فرائض ہدایت
 انجام دینے کی وجہ سے اسے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نبی
 زبان صداقت بیان کی ضرورت ہے وہ سولے اہل بیت
 نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ اسی
 ضرورت کے تحت آپ نے ان کو اٹوٹ رشتہ میں منسلک کر دیا
 ہے۔ قرآن کے مثل جن کا مثل و تنہا اور امین احکام الہی نا پسید
 ہے۔ جیسے جب تک کتاب خدا باقی ہے وہ بھی باقی ہیں۔ ماننا
 پڑے گا کہ جو مدت حیات قرآن ہے وہ مدت حیات اہلبیت
 ہے خواہ وہ بزم شہود میں ہوں یا حجاب غیب میں ورنہ اس سبب اسلام
 کا یہ قول کہ وہ دونوں سیر پاس حوض کوثر پر درخش بدخش کنجیں گے کلام
 معل بن کر رہ جائیگا جو نبی خداوند عالم کے قول ماینطق عن اللہ ان ہوالا
 وحی وحی سے منصف ہے۔

آپ کا جانا بہا

مکتبہ مبارک

۳۰ سال سے ذمہ دار بیتِ علمِ اسلام

کی بے لوث خدمت انجام دے رہا ہے
آپ بھی خدمت کا موقع دیں

مکتبہ مبارک

مولانا منزل

نوگاہان سادات مشلع مراد آباد

پوہی

ملنے کے پتے

مکتبہ مبارک . مولانا منزل نوگالواں سا
 ضلع مراد آباد
 مکتبہ مبارک ۹۹ بارغ مکتبہ ۳
 نظامی پرس . دکنڈو رہا اسٹریٹ مکتبہ
 شاندار مکتبہ نوہرہ کراس . مکتبہ ۴
 احباب سڈیشٹر مکتبہ عالیہ گولہ گنج مکتبہ
 کتب خانہ اثنا عشری . چوک مکتبہ
 حیدری کتب خانہ مرزا علی اسٹریٹ .
 رود بیبی . ۹

اہلبیت

اور

ازواجِ نبی

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم

ایک جازہ

سید محمد حسین محضرنوگانوی

بسم الله الرحمن الرحيم

وَقَدْ نَزَّلَ فِي بَيْتِكَ وَلَا تَبْرَحْ نَبْرَجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأَوَّلَى

لَمْ يَزِدْ رَجِئِي بِمَنْزِلِي سَجْدَةً وَلَا زَادَ كُفْرِي بِيَوْمِي

سُورَةُ الْحَجَّاتِ

الْبَيْتِ

أَوْسَى

ازواج بنی

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

ایک جائزہ

مولانا محمد حسین محض نوگاندی

مکتبہ مبارک بابا مٹا لکھنؤ

لئے کاپیہ